قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

# الفضل لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

ہفتہ 16 مئی 2020ء | 22 رمضان 1441 ہجری قمری | جلد: 2 | شمارہ: 118


## فرمانِ رسول ﷺ

### روزہ ڈھال ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ابن آدم کا ہر عمل اُس کے لئے ہوتا ہے سوائے روزہ کے۔کیونکہ وہ میرے لئے ہے اور میں ہی اُس کا بدلہ ہوتا ہوں اور روزے ایک ڈھال ہیں اور جب تم میں سے کسی کے روزہ کا دِن ہوتو وہ کوئی فحش بات نہ کرے اور نہ شور وغل کرے۔

(بخاری،کتاب الصوم،بَابٌ هَلْ يَقُوْلُ إِنِّي صَائِمٌ إِذَا شُتِمَ، روایت نمبر 1904)

## ارشاد باری تعالیٰ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

فَاِنۡ خِفۡتُمۡ فَرِجَالًا اَوۡ رُکۡبَانًا ۚ فَاِذَاۤ اَمِنۡتُمۡ فَاذۡکُرُوا اللّٰہَ کَمَا عَلَّمَکُمۡ مَّا لَمۡ تَکُوۡنُوۡا تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۲۴۰﴾

(البقرۃ:240)

ترجمہ:پس اگر تمہیں کوئی خوف ہو تو چلتے پھرتے یا سواری کی حالت میں ہی (نماز پڑھ لو)۔ پھر جب تم امن میں آ جاؤ تو پھر (اسی طریق پر) اللہ کو یاد کرو جس طرح اس نے تمہیں سکھایا ہے جو تم (اس سے پہلے) نہیں جانتے تھے۔

## فرمان خلیفہ وقت

### انسان اخلاق کی تبدیلی پر قادر ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

’’حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بات کو بیان فرماتے ہوئے کہ انسان کے اخلاق جتنے بھی گرے ہوئے ہوں اگر اصلاح کرنا چاہے تو اصلاح ہو سکتی ہے۔... اصل بات یہ ہے کہ کسل اور سستی نہ ہو اور ہاتھ پیر ہلاوے تو تبدیل ہو سکتے ہیں‘‘۔ (سستی نہ دکھاؤ۔ مجاہدہ کرو تو اخلاق بہتر ہو سکتے ہیں) فرمایا کہ ’’مجھے اس مقام پر ایک حکایت یاد آئی ہے اور وہ یہ ہے۔ کہتے ہیں کہ یونانیوں کے مشہور فلاسفر افلاطون کے پاس ایک آدمی آیا اور دروازے پر کھڑے ہو کر اندر اطلاع کرائی۔ افلاطون کا قاعدہ تھا کہ جب تک آنے والے کا حلیہ اور نقوشِ چہرہ کو معلوم نہ کر لیتا تھا اندر نہیں آنے دیتا تھا۔‘‘ (اس کا حلیہ اور اس کی ظاہری حالت وغیرہ جب تک پتا نہ کر لے اندر نہیں آنے دیتا تھا) ’’اور وہ قیافہ سے استنباط کر لیتا تھا کہ شخص مذکور کیسا ہے‘‘ (جو شخص آیا ہے وہ کیسا ہے؟ ان باتوں سے اندازہ لگا لیتا تھا کہ) ’’کس قسم کا ہے؟ نوکر نے آ کر اس شخص کا حلیہ حسب معمول بتلایا تو) افلاطون نے جواب دیا کہ اس شخص کو کہہ دو کہ چونکہ تم میں اخلاق رذیلہ بہت ہیں میں ملنا نہیں چاہتا‘‘۔ (تم گھٹیا اخلاق کے مالک ہو۔ میں تمہیں نہیں ملنا چاہتا۔) ’’ اس آدمی نے جب افلاطون کا یہ جواب سنا تو نوکر سے کہا کہ تم جا کر کہہ دو کہ جو کچھ آپ نے فرمایا وہ ٹھیک ہے مگر میں نے اپنی عادت رذیلہ کا قلع قمع کر کے اصلاح کر لی ہے‘‘ (گندی باتیں، بداخلاقیاں ختم کر دی ہیں) ’’اس پر افلاطون نے کہا۔ ہاں یہ ہوسکتا ہے۔ چنانچہ اس کو اندر بلایا اور نہایت عزت و احترام کے ساتھ اس سے ملاقات کی۔‘‘ آپ فرماتے ہیں کہ ’’جن حکماء کا یہ خیال ہے کہ تبدیل اخلاق ممکن نہیں وہ غلطی پر ہیں۔‘‘

(خطبہ جمعہ 9جون 2017ء)

## اس شمارہ میں


- رمضان کا درس سارا سال جاری رہتاہے
- چاند،خالق کائنات کا ایک نشان
- رمضان کا مبارک مہینہ
- رمضان المبارک اور محاسبہ نفس
- دعاؤں کی تحریک
- ارضی و سماوی (خلائی) مخلوق کے آپس میں ملائے جانے کی پیشگوئی


## حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

### عباداتِ مالی اور فدیہ

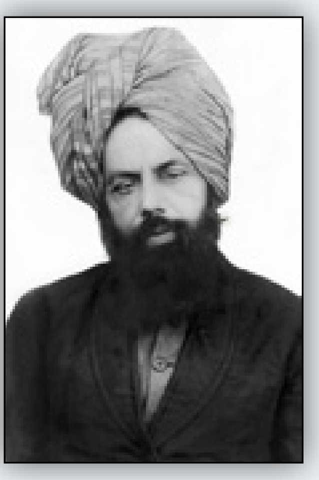

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

● خدا تعالیٰ کے اَحکام دو قسموں میں تقسیم ہیں۔ایک عباداتِ مالی، دوسرے عباداتِ بدنی۔عباداتِ مالی تو اُسی کے لئے ہیں جس کے پاس مال ہو اور جن کے پاس نہیں وہ معذور ہیں اور عباداتِ بدنی کو بھی انسان عالمِ جوانی میں ہی ادا کر سکتا ہے ورنہ ساٹھ سال جب گزرے تو طرح طرح کے عوارضات لاحق ہوتے ہیں ۔ نزول الماء وغیرہ شروع ہو کر بینائی میں فرق آجاتا ہے۔(کسی نے) یہ ٹھیک کہا ہے کہ پیری وصد عیب-اور جو کچھ انسان جوانی میں کر لیتا ہے اس کی برکت بڑھاپے میں بھی ہوتی ہے اور جس نے جوانی میں کچھ نہیں کیا اُسے بڑھاپے میں بھی صدہا رنج برداشت کرنے پڑتے ہیں۔

موئے سفید از اجل آرد پیام

انسان کا یہ فرض ہونا چاہئے کہ حسبِ استطاعت خدا کے فرائض بجا لاوے۔روزہ کے بارے میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَاَنۡ تَصُوۡمُوۡا خَیۡرٌ لَّکُمۡ (البقرۃ : 185)

یعنی اگر تم روزہ رکھ بھی لیا کرو تو تمہارے واسطے بڑی خیر ہے۔

(ملفوظات جلد دوم ص562)

●ایک دفعہ میرے دل میں آیا کہ فدیہ کس لئے مقرر کیا گیا ہے تو معلوم ہوا کہ توفیق کے واسطے ہے۔تاکہ روزہ کی توفیق اس سے حاصل ہو۔خدا تعالیٰ ہی کی ذات ہے جو توفیق عطا کرتی ہے اور ہر شئے خدا تعالیٰ ہی سے طلب کرنی چاہئے ۔ خدا تعالیٰ تو قادرِ مطلق ہے، وہ اگر چاہے تو ایک مدقوق کو بھی روزہ کی طاقت عطا کر سکتا ہے تو فدیہ سے یہی مقصود ہے کہ وہ طاقت حاصل ہو جائے اور یہ خدا تعالیٰ کے فضل سے ہوتا ہے۔پس میرے نزدیک خوب ہے کہ (انسان ) دُعا کرے کہ الٰہی یہ تیرا ایک مبارک مہینہ ہے اور میں اس سے محروم رہا جاتا ہوں اور کیا معلوم کہ آئندہ سال زندہ رہوں یا نہ۔یا ان فوت شدہ روزوں کو ادا کر سکوں یا نہ اور اس سے توفیق طلب کرے تو مجھے یقین ہے کہ ایسے دل کو خدا تعالیٰ طاقت بخش دے گا۔

(ملفوظات جلد دوم ص563)

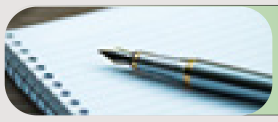

اداریہ

# رمضان کا درس سارا سال جاری رہتا ہے

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتاہےفَاسْتَقِمْ كَمَآ أُمِرْتَ (ھود: 113)

ترجمہ: پس جیسے تجھے حکم دیا جاتا ہے اس پر مضبوطی سے قائم ہو کر عمل کرتا چلا جا۔

ہمارے پیارے آقا حضرت محمد مصطفی ﷺ فرماتے ہیں۔"اگر لوگوں کو رمضان کی فضیلت کا علم ہوتا تو وہ اس بات کی خواہش کرتے کہ سارا سال ہی رمضان ہو۔ اس پر بنوخزاعہ کے ایک صحابی نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی ہمیں رمضان کی فضیلت سے آگاہ کریں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا: "یقیناً جنت کو رمضان کے لئے سال کے آغاز سے آخر تک مزین کیا جاتا ہے۔ پس جب رمضان کا پہلا دن ہوتا ہے تو عرش الٰہی کے نیچے ہوائیں چلتی ہیں۔"

(الترغيب والترهيب ، كتاب الصوم، الترغيب في صيام رمضان)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو سب سے زیادہ عمل وہ اچھالگتا تھا جس پر کوئی مستقل مزاجی سے مسلسل قائم رہے۔

(صحیح بخاری کتاب الرقاق، باب القصد والمداومة)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آپ ﷺ فرماتے ہیں: أَحَبُّ الأَعْمَالِ إِلَى اللهِ مَادُوِّمَ عَلَيْهِ : خدا کو سب سے زیادہ پسندیدہ اعمال وہ ہیں جن پر مداومت اختیار کی جائے ،وَإِنْ قَلَّ : خواہ وہ تھوڑے ہی کیوں نہ ہوں اور آپ ﷺ کی ازواج اور آل اولاد کی بھی یہ عادت تھی کہ جب وہ کوئی کام کرتے تو اس کو مسلسل اور دلجمعی سے کرتے تھے۔

(صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین وقصرها، فضیلة العمل الدائم)

حضرت علقمہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے عرض کیا کہ کیا رسول اللہ ﷺ کسی معاملہ کے لئے دنوں کو مخصوص کرتے تھے؟ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ كَانَ عَمَلُهُ دِيمَةً: آپ ﷺ کے عمل میں ہمیشگی ہوتی تھی اور تم میں کون ہے جو ان عملوں کی طاقت رکھتا ہو جن کی آنحضرت ﷺ طاقت رکھتے تھے۔ (صحیح البخاری،کتاب الصوم، ھل یخص شیئا من الایام)

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: إِنَّ الدِّينَ يُسْرٌ بے شک دین اسلام آسان ہے۔ اور جو شخص دین میں سختی پسند کرتا ہے تو وہ مغلوب ہو جاتا ہے، اس لئے میانہ روی اختیار کرو اور اگر کوئی کام پوری شرائط کے ساتھ ادا نہ ہو سکے تو جس قدر استطاعت ہے وہ کر لو اور مطمئن ہو جاؤ۔ صبح وشام اور رات کے مختلف اوقات میں عبادت سے مدد چاہو۔

(صحيح البخاري، كتاب الإيمان الدين يسر)

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: اے عبد اللہ فلاں شخص کی طرح نہ ہو جانا جو نماز تہجد ادا کر تا تھا اور پھر نماز تہجد کو چھوڑ دیا۔

(البخاري، الجمعة، ما يكره من ترك قيام الليل)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے نماز فجر کے وقت حضرت بلالؓ سے پوچھا" اے بلال! مجھے اپنا کوئی ایسا عمل بتاؤ جو زمانہ اسلام میں کیا ہو اور تمہیں اس کا ثواب ملنے کی سب سے زیادہ امید ہو؟" اِنِّي سَمِعْتُ دَفَّ نَعْلَيْكَ بَيْنَ يَدَيَّ فِي الْجَنَّةِ: کیونکہ میں نے آج رات جنت میں تمہارے قدموں کی چاپ اپنے آگے سنی ہے۔ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ! میں نے دن یارات کے جس حصے میں بھی وضو کیا اس وضو سے حسب توفیق نفل نماز ضرور پڑھی ہے۔ اس کے علاوہ زمانہ اسلام میں کوئی ایسا عمل نہیں کیا جس کا ثواب ملنے کی مجھے زیادہ امید ہو۔

(صحيح البخاري، كتاب الجمعة ، فضل الطهور بالليل والنهار)

حضرت سفیان بن عبد اللہ ثقفیؓ رسول اللہ ﷺ کے پاس تشریف لائے اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ ! مجھے کوئی ایسی بات بتائیں کہ آپ ﷺ کے بعد مجھے اس کے بارے میں کسی اور سے سوال نہ کرنا پڑے! آپ ﷺ نے فرمایا: قُلْ آمَنْتُ بِاللهِ ثُمَّ اسْتَقِمْ تو کہہ میں اللہ پر ایمان لایا پھر اس پر استقامت اختیار کر۔ (مسند أحمد، كتاب مسند المكيين، باب حديث سفيان بن عبد اللهؓ الثقفي)

آپ ﷺ استقامت اور ثبات کے لئے یہ دعا کیا کرتے تھے کہ اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الثَّبَاتَ فِي الْأَمْرِ وَأَسْأَلُكَ عَزِيْمَةَ الرُّشْدِ اے اللہ !میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ میں دین کے معاملے میں ثابت قدم اور ہدایت کے حصول میں پُر عزم رہوں۔

(سنن الترمذي، كتاب الدعوات عن رسول اللهؐ ، منه)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں۔

لوگوں کے لئے بارہ مہینوں میں سے صرف ایک مہینہ رمضان یعنی روزوں کا ہوتا ہے مگر ہمارے لئے سارا سال ہی روزوں کا ہونا چاہئے اور ہماری ساری زندگی رمضان کی طرح بسر ہونی چاہئے۔ میرا یہ مطلب نہیں کہ سارا سال ہی روزے رکھے جائیں۔ یہ تو منع ہے کہ کوئی شخص تمام سال روزے رکھتارہے۔ میرا مطلب یہ ہے کہ ہماری جماعت کے لوگوں کے لئے اپنے نفس کو خدا کے احکام کے تابع کر کے ضروری اور جائز چیزوں کو بھی حرام اور غیر ضروری قرار دینا ہو گا۔ پس ہمارے لئے بارہ مہینے ہی رمضان ہے۔ (خطباتِ محمودجلد 25 صفحہ 531)

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں جب نیکیوں کے راستے پر اس رمضان میں چلیں تو یہ بھی اس رمضان میں دعائیں کرتے رہنا چاہئے کہ نیکیاں رمضان کے ختم ہونے کے ساتھ ختم نہ ہو جائیں بلکہ ہمیشہ ہماری زندگیوں کا حصہ بنی رہیں۔ اور ہم میں سے ہر ایک اللہ تعالیٰ کے پیاروں میں شامل ہو، اس کا پیار حاصل کرنے والا ہو اور ہمیشہ اس کی پیار کی نظر ہم پر پڑتی رہے۔ اور یہ رمضان ہمارے لئے ، جماعت کے لئے غیر معمولی فتوحات لانے والا ہو۔ اللہ کرے ایساہی ہو۔ (خطباتِ مسرور جلد 2 صفحہ 754)

فرمایا: اگر اس بات پر توجہ رکھو گے کہ اگلے رمضان کے آنے تک ہم نے اس رمضان کی نیکیوں کو جاری رکھنا ہے تو تبھی فائدہ ہو گا۔ ورنہ اس کا کوئی فائدہ نہیں کہ اس رمضان میں نیکیاں کر لیں اور بس۔ پھر جب اگلا ر مضان آئے گا تو پھر کر لیں گے۔ اگر یہ ہماری سوچ ہو گی تو ہم نے اپنے مقصد کو پانے کی کوشش نہیں کی، ان نیک لوگوں کے زمرہ میں شامل نہیں ہوئے جنہیں اللہ تعالیٰ نے عِبَادِی کہہ کر مخاطب کیا ہے۔ (خطباتِ مسرور،جلد10 صفحہ 481)

**(ابو سعید)**

*******

## اللہ تعالیٰ کو خاکساری پسند ہے

تکبر سے نہیں ملتا وہ دلدار
ملے جو خاک سے اس کو ملے یار

کوئی اس پاک سے جو دل لگاوے
کرے پاک آپ کو تب اس کو پاوے

پسند آتی ہے اس کو خاکساری
تذلل ہی رہِ درگاہِ باری

عجب ناداں ہے وہ مغرور و گمراہ
کہ اپنے نفس کو چھوڑا ہے بے راہ

بدی پر غیر کی ہر دم نظر ہے
مگر اپنی بدی سے بے خبر ہے

**(انتخاب از کلام امام الزمانؑ)**

قمر داؤد کھوکھر۔آسٹریلیا

# چاند، خالق کائنات کا ایک نشان

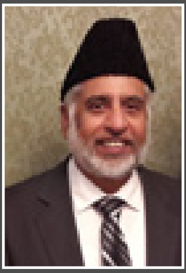

وَمِنۡ اٰیٰتِہِ الَّیۡلُ وَ النَّہَارُ وَالشَّمۡسُ وَالۡقَمَرُ (حٰمٓ السجدہ: 38)

اور اس کے نشانوں میں سے رات بھی ہے اور دن بھی اور سورج بھی ہے اور چاند بھی۔

## ہمارا نظام شمسی اللہ تعالیٰ کی ایک عظیم الشان تخلیق

ہمارے نظام شمسی میں کل 9 سیارے ہیں گو کہ ان میں سے ایک پلوٹوکو نکال دیا گیا ہے ۔ تاہم ہمارا نظام شمسی اللہ تعالیٰ کی ایک عظیم الشان تخلیق ہے جیسے کہ خالق کائنات نے خود فرمایا ہے کہ :

لَخَلۡقُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ اَکۡبَرُ مِنۡ خَلۡقِ النَّاسِ وَلٰکِنَّ اَکۡثَرَ النَّاسِ لَا یَعۡلَمُوۡنَ (المومن: 58)

آسمانوں اور زمین کی پیدائش انسانو ں کی پیدا ئش سے بہت بڑا کام ہے۔ مگر اکثر انسان جانتے نہیں ۔

خَلّٰقُ الۡعَلِیۡم، خالق کائنات نے اپنے کلام مجید میں متعدد مقامات پر یہ بات بھی بیان فرمائی ہے کہ آسمان و زمین کی تخلیق میں مومنوں اور عقل والوں کے لیے نشانات رکھے گئے ہیں جیسے کہ فرمایا اِنَّ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَاخۡتِلَافِ الَّیۡلِ وَالنَّہَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الۡاَلۡبَابِ ( آل عمران: 191)کہ آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور رات اور دن کے آگے اور پیچھے آنے میں عقلمندوں کے لیے یقینا کئی نشانات ہیں۔

اِنَّ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَاخۡتِلَافِ الَّیۡلِ وَالنَّہَارِ .... لَاٰیٰتٍ لِّقَوۡمٍ یَّعۡقِلُوۡنَ ( البقرہ: 165)

آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور رات اور دن کے آگے اور پیچھے آنے میں .... عقلمندوں کے لیے یقینا کئی نشانات ہیں۔

## چاند نور اور سورج سراج ہے

خالق کائنات نے نظام شمسی میں سورج اور چاند کو ایک خاص الخاص اہمیت دی ہے اور یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں سورج اور چاند کا اکھٹے بار بار ذکر فرمایا ہے جیسے فرمایا:وَجَعَلَ الۡقَمَرَ فِیۡہِنَّ نُوۡرًا وَّ جَعَلَ الشَّمۡسَ سِرَاجًا(نوح: 17) اور اس نے چاند کو ان آسمانوں میں نور کا ذریعہ بنا یا ہے اور سورج کو ایک دیئے کی حیثیت میں بنایا ہے۔وَجَعَلَ فِیۡہَا سِرٰجًا وَّ قَمَرًا مُّنِیۡرًا(الفرقان: 62)

اور اس نے آسمان میں ایک چمکتا ہوا چراغ اور نور دینے والا چاند بنائے ہیں۔یہ دونوں مذکورہ بالا آیات قرآن کریم کے اعجاز بلاغت کا ایک نمونہ ہیں جن میں چاند کو نور سے اور سورج کو چراغ سے تشبیہ دی گئی ہے۔ اور ان دونوں میں وجہ تشبیہ رفع ظلمت یعنی تاریکی کا دور کرنا ہے ۔ چاند کے لیے نور ( روشنی ) اور سورج کے لیے سراج ( چراغ ) کا لفظ استعمال کرنا بھی اعجاز قرآن کی ایک دلیل ہے ۔ نزول قرآن کے بعد 14 صدیوں سے مفسرین یہ لکھتے آرہے ہیں کہ چاند کی روشنی اس کی اپنی نہیں بلکہ سورج سے مستعار لی گئی ہے۔

قرآن کے وقت اہل عرب سائنسی علوم سے ناواقف تھے لیکن اللہ تعالیٰ جو علیم و خبیر اور حکیم ہے وہ اپنے نبی امی ﷺ پر ایسا کلام نازل فرمارہا تھا جس میں سائنسی اشارات بھی موجود تھے لیکن ان کی تفصیل سے اہل عرب ناواقف تھے۔

قرآن کریم میں ایک اور مقام پر سورج کا تذکرہ مؤنث کے صیغے کے ساتھ بَازِغَۃً یعنی روشن کیا گیا ہے؛ فَلَمَّا رَاَ الشَّمۡسَ بَازِغَۃً پھر جب اس نے سورج کو چمکتا ہوا دیکھا(الانعام: 79)جبکہ چاند کا تذکرہ مذکر کے صیغہ بَازِغًا سے کیا گیا ہے فَلَمَّا رَاَ الۡقَمَرَ بَازِغًا پھر جب اس نے چاند کو چمکتے ہو ئے دیکھا(الانعام :78 )۔ اس کی بھی یہی وجہ ہے کہ سورج کی مثال ماں کی سی ہے اور چاند کی مثال بچہ کی سی ہے ۔ جس طرح بچہ اپنی ماں کے سینے سے دودھ پی کر نشو نما پاتا ہے اسی طرح چاند سورج سے روشنی لینے کی وجہ سے بڑھتا گھٹتا نظر آتا ہے لیکن سورج ویسے کا ویسا ہی رہتا ہے ۔ قرآن کریم کا یہ اعجاز عظیم الشان ہے کہ دو مختلف الفاظ استعمال فرما کر بے شمار حقائق سے پردے اٹھادیئے ہیں ۔

## سورج اور چاند انسانوں کی خدمت پر مامور

یہی نہیں بلکہ خالق کائنات نے اپنے کلام مجید میں یہ بھی بتایا ہے کہ سورج اور چاند کو انسانوں کے لیے مسخر کردیا ہواہے جو اپنی تخلیق کے وقت سے ہی بغیر کسی وقفہ اور اجرت کے انسانوں کی خدمت میں مصروف ہیں۔ جیسے فرمایا کہ

وَ سَخَّرَ لَکُمُ الشَّمۡسَ وَالۡقَمَرَ دَآئِبَیۡنِ اورسورج اور چاند کو بلا اجرت تمہاری خدمت پر لگا رکھا ہے۔ (ابراہیم: 34 )

سورج اور چاند کے بارہ میں قرآن کریم یہ بھی بتاتا ہے کہ ھُوَ الَّذِیۡ جَعَلَ الشَّمۡسَ ضِیَآءً وَّ الۡقَمَرَ نُوۡرًا وَّ قَدَّرَہٗ مَنَازِلَ لِتَعۡلَمُوۡا عَدَدَ السِّنِیۡنَ وَالۡحِسَابَ مَا خَلَقَ اللّٰہُ ذٰلِکَ اِلَّا بِالۡحَقِّ(یونس:6) وہی ہے جس نے سورج کو ذاتی روشنی والا بنایا ہے اور چاند کو نور والا بنایا ہے اور ایک اندازہ کے مطابق اس کی منزلیں بنائی ہیں تا کہ تمہیں سالوں کی گنتی اور حساب معلوم ہو سکے ، یہ سب کچھ اس نے حق کے ساتھ ہی پیدا کیا ہے۔

وَجَعَلَ الَّیۡلَ سَکَنًا وَّ الشَّمۡسَ وَالۡقَمَرَ حُسۡبَانًا( الانعام:97)

اور اس نے رات کو باعثِ آرام اور سورج اور چاند کو حساب کا ذریعہ بنایا ہے۔

اَلشَّمۡسُ وَالۡقَمَرُ بِحُسۡبَانٍ ( الرحمان :6)

سورج اور چاند ایک مقررہ قاعدہ کے مطابق چل رہے ہیں ۔

## کتنے چاند ہیں؟؟

زمین اور اس کے چاند سے متعلق ایک بڑی دلچسپ بات یہ ہے کہ خالق کائنات نے زمین کو حضرت آدمؑ کے لیے اور ابناء آدمؑ کے لیے جب منتخب فرمایا تو اس میں بے شمار و بے حد و حساب مصلحتیں اور حکمتیں رکھ دیں کہ جن کی کنہ کو وہ خالق کائنات ہی زیادہ بہتر جانتا اور سمجھتا ہے۔مثلاً زمین کا ایک چاند ہے جبکہ دوسرے سیاروں کا حال زمین سے مختلف ہے ۔مثلاً سیارہ عطارد یا مرکری (MERCURY )کا کو ئی چاند نہیں ہے۔سیارہ زہرہ یا وینس (VENUS) کا بھی کو ئی چاند نہیں ہے۔ سیارہ مریخ یا مارس ( MARS )کے دو چاند ہیں Phobos اور Deimos۔سیارہ مشتری یا جیوپیٹر (JUPITER) کے 8 بڑے چاند ہیں اور ان کے علاوہ اس کے 59 چھوٹے چاند ہیں۔ سیارہ زحل یا سیٹرن (SATURN) کے 62 چاند ہیں۔سیارہ یو رینس (URANUS) کے27 چاند ہیں۔سیارہ نیپچون (NEP-TUNE ) کے 14 چاند ہیں ۔سیارہ پلوٹو (PLUTO) کے 5 چاند ہیں۔ زمین کے علاوہ اور کوئی سیارہ نہیں جس کا ایک چاند ہو۔یہ خصوصیت یا انفرادیت صرف زمین ہی کے حصہ میں آئی ہے۔

## خالق کائنات کی اسکیم

جیسا کہ گزشتہ سطور میں یہ ذکر کیا گیا ہے سورج اور چاند خالق کائنات کی اسکیم کے مطابق ایک خاص حساب میں بندھے ہوئے ہیں۔ اور انہی کی بنیاد پر شمسی و قمری کیلنڈر کے ماہ و سال کی گنتی ہوتی ہے۔ اس کی طرف اللہ تعالیٰ نے سورۃ البقرہ میں یہ اشارہ فرمایا ہے کہ ھِیَ مَوَاقِیۡتُ لِلنَّاسِ(البقرۃ:190) یہ لوگوں کے لیے وقت معلوم کرنے کا ذریعہ ہیں ۔ اور یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کے بہت سے معاملات کو سورج اور چاند کے ساتھ منسلک فرمادیا ہے ۔مثلاً پنجوقتہ نمازیں تو سورج سے وابستہ نظام الاوقات کے مطابق فرض قرار دی گئی ہیں جبکہ اسلامی کیلنڈر کو چاند کے ساتھ منسلک کر دیا گیا ہے اور روزہ ، حج اور زکوٰۃ جیسی عبادات کا انحصار چاند پر رکھا گیا ہے۔

اب غور کرنے کا مقام ہے کہ اللہ تعالیٰ،خالق کائنات نے اشرف المخلوقات یعنی انسانوں کے لیے صرف زمین کو ہی مخصوص فرمایا کسی اور سیارے کو یہ شرف نہیں بخشا گیا اور اسی زمین کا صرف ایک چاند مقرر فرمایا۔ اور مسلمانوں کے کیلنڈر کو بھی زمین کے اسی ایک چاند کے ساتھ منسلک فرما دیاکہ اپنے دین کے امور کو چاند کے حساب سے پورا کرو۔ رمضان کے روزوں کا آغاز بھی اسی چاند کو دیکھ کر کرو اور اختتام بھی اسی چاند کو دیکھ کر کرو۔ عیدیں مناؤ تو بھی اس چاند کی رؤیت کے مطابق عیدکرو۔ حج کی عبادت کا مدار بھی اسی چاند پر رکھ دیااور زکوٰۃ کے لیے بھی قمری سال کی شرط رکھ دی۔یہ خالق کائنات کی اسکیم ہے۔ لیکن یہ سب کچھ جاننے کے باوجود دنیا بھر کے مسلمان ہر رمضان اور عیدین کے مواقع پرایک چاند پر متفق نہیں ہو سکتے۔ حالانکہ زمین کا چاند اللہ تعالیٰ نے ایک اور صرف ایک ہی بنایا ہے جو بذات خود وحدت کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ اگر مریخ یا مشتری یا زحل جیسے سیاروں پر انسان ہوں تو وہاں کیسے اور کیونکر متفق ہو سکتے ہیں جن کے ایک سے زیادہ چاند ہیں ؟ تخلیق کائنات میں مومنوں اور اُولواالالباب کے لیے بہت سے نشانات اور اسباق ہیں ۔

## مادی سورج اور چاند کے بالمقابل روحانی سورج اور چاند

جیسا کہ گزشتہ سطور میں یہ ذکر آچکا ہے کہ سورج اور چاند ایک خاص نظام میں بندھے ہو ئے ہیں ۔اور اللہ تعالیٰ نے ہمارے نظام شمسی میں سورج کو مرکز قرار دے کر تمام سیاروں کواس طریق پر اس کے ماتحت کر دیا ہے کہ وہ اسی مرکزی سیارہ یعنی سورج کے گرد چکر لگا رہے ہیں جیسے فرمایا کہ وَجَعَلَ الۡقَمَرَ فِیۡہِنَّ نُوۡرًا وَّ جَعَلَ الشَّمۡسَ سِرَاجًا( نوح: 17) اور اس نے چاند کو ان آسمانوں میں نور کا ذریعہ بنا یا ہے اور سورج کو ایک دیئے کی حیثیت میں بنایا ہے۔وَجَعَلَ فِیۡہَا سِرٰجًا وَّ قَمَرًا مُّنِیۡرًا (الفرقان: 62)اور اس نے آسمان میں ایک چمکتا ہوا چراغ اور اور نور دینے والا چاند بنائے ہیں۔ ھُوَ الَّذِیۡ جَعَلَ الشَّمۡسَ ضِیَآءً وَّ الۡقَمَرَ نُوۡرًا(یونس:6)وہی ہے جس نے سورج کو ذاتی روشنی والا بنایا ہے اور چاند کو نور والا بنایا ہے

ان آیات میں سورج کے لیے ضِیَآء اور سِرَاجًا کا لفظ استعمال ہوا ہے۔جس کے معنوں میں روشنی دینے والا اور روشن کرنے والا کا مفہوم شامل ہے۔ اور چاند کے لیے نور کا لفظ استعمال ہوا ہے ۔نور اس روشنی کو کہتے ہیں جو اشیاء کے دیکھنے میں مدد دیتی ہے۔چاند کی یہ روشنی اس کی اپنی نہیں بلکہ سورج کی ہی روشنی سے یہ منور

ہوتا ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے روحانی نظام میں بھی ایک سورج بنایا ہے جو کہ رسول اللہ ﷺ کا وجود باجود ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وَدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا( الاحزاب: 47) (اے نبی!ہم نے تجھ کو ) اللہ کے حکم سے اس کی طرف بلا نے والا اور ایک چمکتا ہوا سورج بنا یا ہے۔

جس طرح نظام شمسی میں سورج مرکزی سیارہ ہے اسی طرح آسمان روحانیت میں رسول اللہ ﷺ کا وجود مرکز ہے۔ یعنی جس طرح یہ عالم سورج کی روشنی سے اور ایک گھر چراغ کی روشنی سے منور ہو جاتا ہے اسی طرح تمام مومن آپؐ ہی کے نور سے استفادہ کرتے ہیں ۔ اس پہلو سے آپ ﷺ کی امت کے ربانی علماء، اولیاء اور مجددین چاند ستارو ں کی طرح رسول اللہ سے فیض پاتے رہے ہیں اور پاتے ہیں۔مذکورہ بالا آیات سے یہ امر واضح کر دیتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا فیض اسی طرح جاری و ساری ہے جس طرح نظام شمسی میں سورج کی توانائیاں ہر لمحہ اور ہر لحظہ بکھرتی رہتی ہیں ۔ جس طرح سورج خود روشن ہے اور دوسروں کو روشنی دیتا یا انہیں روشن کر دیتا ہے اسی طرح رسول اللہ ﷺ کا وجودآپ ﷺ کی امت کے افراد کے لیے سراجِ منیر ہے۔

بعض علماء نے سراج کے معنی دیئے (Lamp)کے کیے ہیں اور یہ لطیف معنی بیان کیے ہیں کہ ’’رسول اللہ ﷺ کو سراج اس لیے کہا گیا ہے کہ ایک دیئے سے ہزار دیئے جلائے جائیں تو اس دیئے کے نور میں کو ئی کمی واقع نہیں ہو تی۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے نور محمد ﷺ سے تمام انبیاءؑ کو پیدا فرمایا تو آپؐ کے نور میں کوئی کمی نہیں ہوئی۔‘‘

( اردو ترجمہ از عربی عبارت،لطائف المعارف ، صفحہ10از الشیخ امام زین الدین ابو الفرج ابن رجب، متوفی: 795ہجری)

اسی طرح امام احمد الصاوی ؒ نے تفسیر جلالین کے حاشیہ میں یہ لکھا ہے کہ ’’اس آیت میں نبیﷺ کو سراج سے تشبیہ دی گئی ہے سورج سے نہیں حالا نکہ سورج کی روشنی زیادہ تیز ہوتی ہے۔سراج سے تشبیہ دینے کے یہ معنی ہیں کہ دیئے سے نور حاصل کرنا آسان ہوتا ہے اور آپؐ سے تو ظاہری اور باطنی نور حاصل کیے جاتے ہیں ۔‘‘

(تفسیر جلالین ، حاشیہ الصّاوی، جز3 صفحہ 224)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس آیت کا ترجمہ ان الفاظ میں فرمایا ہے کہ ’’وہ خدا کی طرف بلانے والا ہے اور وہ ایک روشن چراغ ہے جو اپنی ذات میں روشن اور دوسرو ں کو روشنی پہنچاتا ہے۔‘‘

(تفسیرحضرت مسیح موعودؑ، جلد 3صفحہ 728)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس آیت کی تفسیر میں یہ فرمایا ہے کہ ’’خدا (تعالیٰ) کی طرف سے روحانی اصلاح کے لئے مقرر ہو نے والے لوگ چراغ کی طرح ہو تے ہیں اسی واسطے قرآن شریف میں آپؐ کا نام دَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا آیا ہے۔دیکھو کسی اندھیرے مکان میں جہاں سو پچاس آدمی ہو ں اگر ان میں سے ایک کے پاس چراغ روشن ہو تو سب کو اس کی طرف رغبت ہو گی اور چراغ ظلمت کو پاش پاش کر کے اجالا اور نور کر دے گا۔

اس جگہ آپؐ کا نام چراغ رکھنے میں ایک اَورباریک حکمت یہ ہے کہ ایک چراغ سے ہزارو ں لاکھو ں چراغ روشن ہو سکتے ہیں اور اس میں کوئی نقص بھی نہیں آتا ۔ چاند سورج میں یہ بات نہیں۔اس سے مطلب یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی پیروی اور اطاعت کرنے سے ہزاروں لاکھو ں انسان اس مرتبہ پر پہنچیں گے اور آپؐ کا فیض خاص نہیں بلکہ عام اور جاری ہو گا ۔غرض یہ سنت اللہ ہے کہ ظلمت کی انتہا کے وقت اللہ تعالیٰ اپنی بعض صفات کی وجہ سے کسی انسان کو اپنی طرف سے علم اور معرفت دے کر بھیجتا ہے اور اس کے کلام میں تاثیر اور اس کی توجہ میں جذب رکھ دیتا ہے ۔اس کی دعائیں مقبول ہو تی ہیں مگر وہ ان ہی کو جذب کرتے ہیں اور ان پر ہی ان کی تاثیرات اثر کرتی ہیں جو اس انتخاب کے لائق ہو تے ہیں ۔ دیکھو آنحضرت ﷺ کا نام سِرَاجًا مُّنِيْرًا ہے مگر ابوجہل نے کہاں قبو ل کیا ۔‘‘

( تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد 3صفحہ 728)

اسی طرح حضورؑ تحریر فرماتے ہیں ’’خدا تعالیٰ نے تو قرآن شریف میں آپؐ کا نام سراج منیر رکھا ہے جو دوسروں کو روشن کرتا ہے اور اپنی روشنی کا اثر ڈال کر دوسروں کو اپنی مانند بنا دیتا ہے ۔ ‘‘

( چشمہ مسیحی، روحانی خزائن جلد 20صفحہ: 388-389)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رسول اللہ ﷺ کے اس مقام سراج منیر سے متعلق اپنے عربی اور فارسی منظوم کلام میں بھی روشنی ڈالی ہے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے عربی منظوم کلام میں فرماتے ہیں۔

وَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ شَمْسٌ مُّنِيْرَةٌ
وَبَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ بَدْرٌ وَّكَوْكَبٌ

یقینا رسول اللہ ﷺ روشن سورج ہیں اور آپﷺ کے بعد باقی سب چاند ستارے ہیں۔

( کرامات الصادقین،روحانی خزائن جلد 7صفحہ 103)

وَلَا شَكَّ اَنَّ مُحَمَّدًا شَمْسُ الْهُدٰى
اِلَيْهِ رَغِبْنَا مُؤْمِنِيْنَ فَنَشْكُرُ

اور بے شک محمد (رسول اللہ ﷺ) ہدایت کے سورج ہیں،ہم آپؐ کی طرف مومن ہو کر رغبت کرتے ہیں اور شکر کر تے ہیں۔

( حمامۃ البشریٰ، روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 331)

حضورؑ اپنے فارسی منظوم کلام میں فرماتے ہیں کہ

اَزْ طُفَيْلِ اُوستْ نُورِ هرنبی
نامِ هر مُرسَل بنامِ اُو جَلِي

یعنی ہر نبی کا نور آپؐ ہی کے طفیل ہے ۔ اور ہر رسول کا نام آپؐ ہی کی وجہ سے روشن ہے۔

( براہین احمدیہ حصہ چہارم ، روحانی خزائن جلد اول صفحہ638، حاشیہ در حاشیہ نمبر 3)

## رسول اللہ ﷺ آسمانِ روحانیت کے سورج اور آپؐ کے غلام صادق چاند ہیں

پس جیسا کہ گزشتہ سطور میں ذکر کیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سورۃ الاحزاب کی آیت نمبر47 کی رو سے عالم روحانی کے سورج ہیں اور اس آیت میں یہ بھی بتا یا گیا ہے کہ جب کبھی دنیا میں روحانی ظلمت چھا جائے گی تو اللہ تعالیٰ رو حانی طور پر ایسے وجودوں کو کھڑا کرے گا جن کا اپنا نور نہیں ہو گا بلکہ وہ ظاہری چاند اور ستاروں کی طرح آپؐ کے روحانی نور سے فیض پا کر روحانی تاریکی کو دور کریں گے۔بالکل اسی طرح جس طرح صحابہؓ رسول ﷺ کو خود رسول اللہ ﷺ نے نجوم قرار دیا تھا یہ فرماکر کہ اَصْحَابِي كَالنُّجُوْمِ بِاَيِّهِمُ اقْتَدَيْتُمْ اِهْتَدَيْتُمْ کہ میرے صحابہؓ ستاروں کی مانند ہیں تم جس کی بھی پیروی کرو گے ہدایت پا جا ؤ گے۔ ( رواہ البیہقی فی سننہ)حضرت عمرؓ سے مروی حدیث قدسی میں ہے کہ انہو ں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہو ئے سناکہ ’’ میں نے اپنے رب سے اپنے صحابہؓ کے اختلاف کے بارہ میں پوچھا جو میرے بعد واقع ہو گا ۔‘‘(تو اللہ نے ) میری طرف وحی کی‘‘ اے محمدؐ ! تیرے صحابہ میرے نزدیک آسمان کے ستاروں کی مانند ہیں، بعض ستارے بعض سے قوی تر ہیں، اور ہر ایک کے لیے ایک نور ہے ۔ جس شخص نے اختلاف کے وقت اس نور میں سے کچھ لیا وہ میرے نزدیک ہدایت پر ہیں ۔‘‘ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اَصْحَابِي كَالنُّجُوْمِ فَبِاَيِّهِمُ اقْتَدَيْتُمْ اِهْتَدَيْتُمْ کہ میرے صحابہؓ ستاروں کی مانند ہیں تم ان میں سے جس کی بھی پیروی کرو گے ہدایت پاجاؤ گے۔

(مشکوۃ المصابیح، جلد سوم،باب:مناقب الصحابہؓ، فصل الثالث،حدیث نمبر 5762)

اسی طرح ضروری تھا کہ رسول اللہ ﷺ اور آپؐ کے صحابہؓ کے بعد ایسے وجود ہوں جو ستاروں اور چاند کی مانند ہوں اور تاریکی کے زمانہ میں ہدایت کا نور پھیلانے والے ہو ں۔صحابہؓ کے دور کے بعد تیرہ صدیوں میں اللہ تعالیٰ نے مجددین کوکھڑا کیا جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے نور کو آگے پھیلایا اور چودھویں صدی میں اپنے وعدوں کے مطابق مسیح موعودؑ اور مہدی معہودؑ کو چودھویں کا چاند بنا کر مبعوث فرمایاجس کے ذریعہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا دور شروع ہوا اور ان کے ذریعہ دین اسلام ایک بار پھر ترقی کرے گا ۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

’’ایسا ہی خدا تعالیٰ نے اس وحی الٰہی میں جو لکھی جاتی ہے۔میرے ہاتھ پر دین اسلام کے پھیلانے کی خوشخبری دی جیسا کہ اس نے فرمایا يَاقَمَرُ يَاشَمْسُ اَنْتَ مِنِّي وَاَنَا مِنْكَ یعنی اے چاند اور اے سورج ! تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہو ں ۔ اس وحی الٰہی میں ایک دفعہ خدا تعالیٰ نے مجھے چاند قرار دیا اور اپنا نام سورج رکھا ۔اس سے یہ مطلب ہے کہ جس طرح چاند کا نور سورج سے فیضیاب اور مستفید ہو تا ہے اسی طرح میرا نور خدا تعالیٰ سے فیضیاب اور مستفاد ہے۔ پھر دوسری دفعہ خدا تعالیٰ نے اپنا نام چاند رکھا اور مجھے سورج کر کے پکارا ۔ اس سے یہ مطلب ہے کہ وہ اپنی جلالی روشنی میرے ذریعہ سے ظاہر کرے گا۔ وہ پوشیدہ تھا ۔ اب میرے ہاتھ سے ظاہر ہو جائے گا اور اس کی چمک سے دنیا بے خبر تھی مگر اب میرے ذریعہ سے اس کی جلالی چمک دنیا کی ہر ایک طرف پھیل جائے گی۔‘‘

( تجلیات الٰہیہ،روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 397)

اسی طرح حضورؑ فرماتے ہیں۔

’’اللہ تعالیٰ مجھے مخاطب کر کے فرماتا ہے :يَاقَمَرُ يَاشَمْسُ اَنْتَ مِنِّي وَاَنَا مِنْكَ یعنی اے چاند! اور اے سورج ! تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہے ۔ اب اس فقرہ کو جو شخص چاہے کسی طرف کھینچ لے ۔ مگر اصل معنے اس کے یہ ہیں کہ اول خدا نے مجھے قمر بنایا کیونکہ میں قمر کی طرح اس حقیقی شمس سے ظاہر ہوا اور پھر آپ قمر بنا کیونکہ میرے ذریعہ سے اس کے جلال کی روشنی ظاہر ہو ئی اور ہو گی۔‘‘

( چشمہ مسیحی، روحانی خزائن جلد 20صفحہ 375-376)

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

’’اور یہ سنت اللہ ہے کہ وہ انسانوں کو متفرق چھوڑنا نہیں چاہتا۔ بلکہ جیسا کہ اس نے نظام شمسی میں بہت سے ستاروں کو داخل کر کے سورج کو اس نظام کی بادشاہی بخشی ہے ایسا ہی وہ عام مومنوں کو ستارو ں کی طرح حسب مراتب روشنی بخش کر امام الزمان کو ان کا سورج قرار دیتا ہے۔ اور یہ سنت الٰہی یہاں تک اس کی آفرینش میں پائی جاتی ہے کہ شہد کی مکھیو ں میں بھی یہ نظام

موجود ہے کہ ان میں بھی ایک امام ہو تا ہے جو یعسوب کہلاتا ہے اور جسمانی سلطنت میں بھی یہی خدائے تعالیٰ نے ارادہ فرمایا کہ ایک قوم میں ایک امیر اور بادشاہ ہو۔ اور خدا کی لعنت ان لو گو ں پر ہے جو تفرقہ پسند کرتے ہیں اور ایک امیر کے تحت ِحکم نہیں چلتے۔ حالانکہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے اَطِیۡعُوا اللّٰہَ وَاَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ وَاُولِی الۡاَمۡرِ مِنۡکُمۡ(النساء:60)اولی الامر سے مراد جسمانی طور پر بادشاہ اور رو حانی طور پر امام الزمان ہے۔‘‘

(ضرورت الامام، روحانی خزائن جلد 13صفحہ 493)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے عربی منظوم کلام میں فرماتے ہیں کہ

وَ اَنّٰی لِظِلٍّ اَنْ یُّخَالِفَ اَصْلَہٗ
فَمَا فِیْہِ فِیْ وَجْھِیْ یَلُوْحُ وَ یَزْھَرٗ

اور یہ کیو نکر ہو سکتا ہے کہ ظل اپنے اصل کے مخالف ہو ۔ پس جو روشنی آپؐ میں تھی وہ میرے چہرہ میں ظاہر ہے اور چمک رہی ہے۔

(ضمیمہ کتاب نزول المسیح ، روحانی خزائن ، جلد 19 صفحہ 183)

حضور علیہ السلام اپنے فارسی منظوم کلام میں فرماتے ہیں کہ :

ایں چشمہ رواں کہ بخلق خدا دہم
یک قطرہ ز بحر کمال محمد است

یعنی معارف و حقائق کا جو چشمہ میں خدا کی مخلوق میں تقسیم کر رہا ہو ں یہ میرا مال نہیں بلکہ یہ محمدؐ رسول اللہ ﷺ کے کمالات کے سمندر کا ایک قطرہ ہے ۔

پس رسول اللہ ﷺ عالم روحانی کے سورج ہیں اور روحانی چاند ستاروں سے مراد وہ روحانی و ربانی وجود ہیں جو آپ ؐ کی کامل اتباع سے نبی، صدیق، شہید، اور صالحیت کے مقام پر اس امت میں فائز ہو تے ہیں اور ہوتے رہیں گے۔

## مومن کا دل

چاند و سورج کی تحقیق میں ایک اور نشان یا ایک اور نکتہ قابل ذکر یہ ہے کہ سورج سے قریب ترین سیارہ عطارد یا مرکری (MERCURY) ہے جس کا کو ئی چاند نہیں ہے لیکن وہ خود ہر وقت روشن رہتا ہے ۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے مومن کا دل بنایا ہے ۔ جس مومن کا دل خالق کائنات سے قریب تر ہو تا ہے وہ چاندوں سے بے نیاز ہو جا تا ہے اور وہ ہر وقت روشن رہتاہے۔ اللہ سے محبت کے اس نکتہ کی طرف یہ آیت اشارہ کر رہی ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیۡ عَنِّیۡ فَاِنِّیۡ قَرِیۡبٌ (البقرۃ:187)اور اے رسول جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق پو چھیں تو ان کو جواب دے کہ میں ان کے پاس ہی ہوں۔ ایک حدیث قدسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اَنَا عِنۡدَ الۡمُنۡکَسِرَۃِ قُلُوۡبُھُمۡ مِنۡ اَجۡلِیۡ کہ میں ان کے پاس ہو تا ہوں جن کے دل میری وجہ سے ٹوٹے رہتے ہیں۔

(اردو ترجمہ،مرقات المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح از ملا علی قاریؒ)

********

## اپنا آرٹیکل یا نظم بار بار میل نہ کریں

تمام نثر نگاروں اور شعراء سے درخواست ہے کہ وہ اپنے مضامین یا منظوم کلام اخبار پر دیئے ایڈریسز میں صرف ایک پر بھجوائیں اور بار بار نہ بھجوائیں۔ایڈیٹر

نذیر احمد سانول

# رمضان المبارک اور محاسبہ نفس

رغبتِ دل سے ہو پابندِ نماز و روزہ
نظر انداز کوئی حصۂ احکام نہ ہو

اللہ جل شانہ قرآن مجید میں ماہِ رمضان کے روزوں کے بارے میں فرماتا ہے ۔

’’اے ایماندارو! تم پر روزے اسی طرح فرض کر دیئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔‘‘ (البقرۃ:184)

روزوں کی غرض وغایت تقویٰ کا حصول ہے اور ماہِ رمضان خود احتسابی کا بہترین استاد ہے۔ اس کی آمد کے ساتھ ہی سب نیکیاں جمع ہو جاتی ہیں۔ نمازیں، تلاوت قرآن کریم، صدقات، خیرات، مالی قربانیاں، تراویح، تہجد، نوافل، اعتکاف، سحری و افطاری اور دیگر نیک کاموں کا دوردورہ ہوتا ہے اور یہ سب کام خداتعالیٰ کی رضا کی خاطر کرنے ضروری ہیں۔ احادیث میں رمضان اور احتساب نفس کو اکٹھا بیان فرمایا گیا ہے۔ بخاری شریف میں موجود ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔مَنۡ صَامَ رَمَضَانَ اِیۡمَانًا وَاِحۡتِسَابًا غُفِرَلَہٗ ما تقدّمَ مِنۡ ذَنۡبِہٖ یعنی جس نے ایمان کی حالت میں احتساب کرتے ہوئے روزہ رکھا تو اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

(صحیح بخاری، جلد سوم، کتاب الصوم باب من صام رمضان ایمانًا)

روزہ دار کو ذکر خدا میں مشغول رہنا چاہئے ۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

’’روزہ دار کو خیال رکھنا چاہئے کہ روزے سے صرف یہ مطلب نہیں کہ انسان بھوکا رہے بلکہ خدا کے ذکر میں بہت مشغول رہنا چاہئے‘‘

(تقاریر جلسہ سالانہ 1906ء صفحہ20بحوالہ خطبات مسرور جلد 1صفحہ 440)

## آج کتنی نیکیاں کی ہیں؟

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے رمضان اور احتساب کے مضمون کو مختلف مواقع پر بیان فرمایا ہے۔ ایک موقع پر آپ فرماتے ہیں۔

’’اپنے روزوں کے معیار کو دیکھنا اور تقویٰ کی طرف قدم بڑھنے کا تبھی پتا چلے گا جب اپنا محاسبہ کر رہے ہوں گے۔ دوسرے کے عیب نہیں تلاش کر رہے ہوں گے بلکہ اپنے عیب اور کمزوریاں تلاش کر رہے ہوں گے۔ یہ دیکھ رہے ہوں گے کہ آج میں نے کتنی نیکیاں کی ہیں یا کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور کتنی بُرائیاں ترک کی ہیں، کتنی بُرائیاں چھوڑی ہیں۔‘‘

(خطباتِ مسرور جلد سوم صفحہ 601)

## رمضان میں دو بُرائیاں ترک کر دیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

’’حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں۔ جس شخص نے رمضان کے روزے ایمان کی حالت میں رکھے اور اپنا محاسبہ نفس کرتے ہوئے رکھے، اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اور اگر تمہیں معلوم ہوتا کہ رمضان کی کیا کیا فضیلتیں ہیں تو تم ضرور اس بات کے خواہشمند ہوتے کہ سارا سال ہی رمضان ہو۔ تو یہاں دو شرطیں بیان کی گئی ہیں۔ پہلی یہ کہ ایمان کی حالت اور دوسری ہے محاسبۂ نفس۔ اب روزوں میں ہر شخص کو اپنے نفس کا بھی محاسبہ کرتے رہنا چاہئے۔ دیکھتے رہنا چاہئے کہ یہ رمضان کا مہینہ ہے اس میں میں جائزہ لوں کہ میرے میں کیا کیا بُرائیاں ہیں، ان کا جائزہ لوں۔ ان میں سے کون کون سی بُرائیاں ہیں جو میں آسانی سے چھوڑ سکتا ہوں ان کو چھوڑوں۔ کون کون سی نیکیاں ہیں جو میں نہیں کر سکتا یا میں نہیں کر رہا۔ اور کون کون سی نیکیاں ہیں جو میں اختیار کرنے کی کوشش کروں۔ تو اگر ہر شخص ایک دو نیکیاں اختیار کرنے کی کوشش کرے اور ایک دو بُرائیاں چھوڑنے کی کوشش کرے اور اس پر پھر قائم رہے تو سمجھیں کہ آپ نے رمضان کی برکات سے ایک بہت بڑی برکت سے فائدہ اٹھا لیا۔‘‘

(خطباتِ مسرور جلد اوّل صفحہ 418)

## رمضان بخشش کا مہینہ ہے

ایک روایت ہے حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ’’رمضان آگیا ہے اور اس میں جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین کو اس میں زنجیروں سے جکڑ لیا جاتا ہے ہلاکت ہو ایسے شخص کی جس نے رمضان کو پایا اور بخشا نہ گیا۔ اگر وہ رمضان میں نہیں بخشا گیا تو پھر کب بخشا جائے گا۔‘‘

(الترغیب والترھیب کتاب الصوم الترغیب فی الصیام)

## ہر بدی کے بدلہ ایک خوبی پیدا کرو

حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

’’جب آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ جہنم کے سارے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں تو ساتھ یہ بھی فرماتے ہیں کہ جنت کے سارے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ صرف منفی پہلو نہیں رکھتا بلکہ اس مثبت پہلو پر بھی نظر رکھیں۔ اور یہ دروازے کھولیں گے تو کھلیں گے۔ اگر آپ نے اپنے حواس خمسہ میں سے ہر ایک کے لئے اس عرصہ میں نیکی کے دروازے نہ کھولے تو جہنم کے دروازے تو بند کر رہے ہوں گے لیکن بے مقصد۔ اس کے بدلے کوئی نیکی کا دروازہ نہیں کھول رہے ہوں گے۔ پس مراد یہ ہے کہ ہر بدی کے بدلہ ایک خوبی پیدا کرو۔ ہر بدصورتی کے بدلہ ایک حسن پیدا کرو اور تیس (30) دن مسلسل اس جدوجہد میں گزار دو کہ تمہاری بدیاں چھٹ کر پیچھے رہ جائیں اور تمہاری نیکیاں رمضان کی برکت سے بڑھتے بڑھتے نمایاں ہو کر غیر معمولی چمک کے ساتھ آگے بڑھیں اور ہر رمضان جو گزرتا ہے وہ پہلے سے بہتر حالت میں تمہیں پائے۔ یہ مقصد ہے روزے کا‘‘

(خطباتِ طاہر جلد پنجم صفحہ 394)

*******

قدسیہ محمود سردار

# بارگاہ ایزدی سے تو نہ یوں مایوس ہو

”پس یقیناً تنگی کے ساتھ آسائش ہے “

(الم نشرح :6)

قرآن مجید کی عظیم الشان تعلیمات کو پڑھیں تو ”امید، روشنی اور سکون کی کرنیں نظر آتی ہیں۔رات کے بعد سویرا ہونے کا مضمون سمجھ میں آنے لگتا ہے۔ دل یہ اطمینان پاتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے حکم سے ہر مشکل کے بعد آسانی ہے۔ یہ ہم پر خدا تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے کہ بحیثیت جماعت ہم خلافت جیسی عظیم الشان نعمت کے سائے تلے ہیں۔اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم سے اس نعمت عظمیٰ کی بدولت ہمارا ہردُکھ سکھ میں، غم خوشی میں، خوف امن میں بدل جاتا ہے۔ الحمدُللہ

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 20 مارچ 2020 کو اپنے خطبہ جمعہ میں کرونا وائرس سے بچاؤ کے لئے احتیاطی تدابیر اختیار کرنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا۔

” پھر عموماً ڈاکٹر بھی آج کل یہی کہہ رہے ہیں کہ اپنے جسم کی قوت مدافعت بڑھانے کیلئے آرام کی طرف بھی توجہ دینی چاہئے۔ اس کے لئے اپنی نیند کو پورا کرنا چاہئے ۔ اپنی نیند پوری کریں خود بھی اور بچے بھی۔ ایک بڑے آدمی کے لئے چھ سات گھنٹے کی نیند ہے بچے کیلئے آٹھ ، نو گھنٹے یا دس گھنٹے کی نیندہے۔اس طرف توجہ دینی چاہئے۔یہ نہیں کہ بارہ بجے تک سارے بیٹھ کر ٹی وی دیکھتے رہے اور اس کے بعد ایک تو نماز پہ نہ اُٹھ سکے پھر صبح جلدی جلدی اٹھے ، چند گھنٹوں کے بعد کام پہ جانا ہے اس کی مشکلات ، پھر سارا دن سُستی، پھر کمزوری، پھر کام کی تھکاوٹ اور اسی وجہ سے یہ بیماریاں جو ہیں حملہ بھی کرتی ہیں ۔ اسی طرح بچوں کو بھی عادت ڈالیں کہ جلدی سوئیں اور آٹھ، نو گھنٹے کی نیند پوری کرکے جلدی اٹھیں۔

پھر بازاری چیزیں کھانے کھانے سے بھی پرہیز کریں۔ ان سے بھی بیماریاں پھیلتی ہیں ۔ خاص طور پر یہ جو کرسپ (Crisp) وغیرہ کے پیکٹ ہیں یہ بچوں کو کھانے کے لئے لوگ دے دیتے ہیں یا ایسی چیزیں جس میں بعض (Preservatives) بھی ڈالے ہوتے یہ صحت کے لئے خطرناک ہیں۔ ان سے پرہیز کرنا چاہئے۔یہ بھی آہستہ آہستہ انسانی جسم کو کمزور کرتے جاتے ہیں۔

پھر یہ بھی ڈاکٹر کہتے ہیں کہ آج کل پانی بار بار پینا چاہئے ضروری ہے کہ ایک گھنٹے بعد، آدھے پونے گھنٹے بعد، گھنٹے بعد ایک دو گھونٹ پی لیں یہ بھی بیماری سے بچنے کے لئے ذریعہ ہے۔

ہمارے پیارے امام حضور انورایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہمیں صحت مند زندگی کے تین اہم ترین اور بنیادی اصول بتادیئے ہیں۔ ” یعنی پوری نیند اور صحیح خوراک اور پانی پینے کاخیال رکھنا“ آپ کے ارشادات مبارکہ کو سن کر مجھے اپنا بچپن کا دور یاد آگیا۔ جب ربوہ میں ہمیں رات کو جلد سلادیا جاتا تھا۔ صبح ہم تازہ دم اٹھتے تھے۔اس وقت فریج تو ہوتے نہیں تھے۔ امی روز تازہ کھانا بناتی تھیں اور روزانہ ایک سالن بنتا تھا۔ ساتھ روٹی بھی اسی وقت تازہ بنتی تھی کسی قسم کا Junk Food کھانے کو نہیں ملتا تھا۔

اور اب صورتحال اس کے بالکل مختلف ہے! اب ہم نے بچوں کو کھانوں میں بہت زیادہ Choice دیے کر ان کی عادتیں ایک طرح سے خراب کردی ہیں کہ بعض دفعہ ان کا گزارہ باہر کے کھانوں کے بغیر نہیں ہوتا۔ (اور یہ مسئلہ گھر گھر کا ہے!!) اب تو ڈاکٹر کہتے ہیں کہ Processed Food (جس میں Canned, Frozen, Cooked فوڈز شامل ہیں) کے بے تحاشہ استعمال سے نوجوان نسل میں ہائی بلڈ پریشر، شوگر اور دل کی تکالیف اور دیگر بیماریاں بڑھ رہی ہیں ۔ اسی طرح راتوں کو دیر تک جاگتے رہنا طرح طرح کی ذہنی و جسمانی بیماریوں کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ یہ حقیقت ہے جب ہم قرآن مجید کی تعلیمات پر عمل نہیں کرتے تو ہم نقصان اٹھاتے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

” اور وہی ہے جس نے تمہارے لئے رات کو لباس بنایا اور نیند کو آرام کا ذریعہ اور دن کو پھیلاؤ کا۔“

(الفرقان:48)

”اور تمہاری نیند کو ہم نے موجب تسکین بنایا“

(النبا:10)

زندگی کی دوڑ میں آگے سے آگ بڑھنے کے چکر میں صحت ، سکون اور آرام کو ہم پیچھے ہی چھوڑ تے چلے گئے ! یہ بھول گئے کہ ”جان ہے تو جہان ہے“

جیسا کہ سب جانتے ہیں کرونا وائرس سے پہلے دنیا ایک مختلف دنیا تھی پھر خدا تعالیٰ نے اپنی قدرت دکھائی اس بیماری کی وجہ سے پوری دنیا ہل چکی ہے۔ گویا پورا منظر نامہ ہی بدل گیا ہے۔ ان حالات میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایات پر پوری جماعت عمل پیرا ہے۔ یہ الٰہی جماعت کی صداقت کا نشان ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی رہنمائی کی بدولت اللہ تعالیٰ کے فضل سے گھر گھر دعاؤں، عبادات ، صدقات سے بیت الدعا بنا ہوا ہے اور گھر سے باہر پیارے آقا کے حکم پر پوری دنیا میں جماعت احمدیہ کے ہر طبقہ کے افراد اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر خدمت انسانیت میں لگے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب مجاہدین کی حفاظت فرمائے اور ان کو بے انتہا جزاءِ خیر عطا فرمائے۔ آمین

ان حالات میں بعض مثبت تبدیلیاں بھی آئی ہیں وہ یہ کہ

1. چونکہ اب باہر کی سب مارکیٹ ، بازار وغیرہ تو بند ہیں اس لئے بچوں کو بحالتِ مجبوری گھر کے کھانے کھانے پڑ رہے ہیں اس سے انکی صحتیں بھی اچھی ہو رہی ہیں بعض جگہوں پر بچے خود کھانے بھی بنا رہے ہیں اس سے ان کی Cooking Skills بہتر ہو رہی ہیں بعد میں جو ماؤں اور کچن پر بیتی ہے اس کا نہ پوچھیں! جاگنے،سونے کے اوقات بھی قدرے بہتر ہو رہے ہیں۔ خاص طور پر جب بچے اپنی نیند پوری لے رہے ہیں تو ان کے مزاج بھی بہتر ہو رہے ہیں جبکہ بچوں کا کہنا ہے کہ ماؤں کی نیند پوری ہونے سےگھر کا ماحول بہتر ہو رہا ہے۔ اب یہ فیصلہ تو قارئین کر سکتے ہیں۔

2. اس لاک ڈاؤن سے ہر ایک ”گھر“ کی قدر و اہمیت کا احساس ہوا ہے۔ ورنہ پہلے تو تیز رفتار زندگی تھی اور صبح سے شام اور شام سے صبح ایک دوڑ لگی رہتی تھی۔اب فیملی یونٹ مضبوط ہو رہے ہیں کیونکہ جب ہر رشتہ کو محبت پیار، احساس، عزت اور ایمانداری کے ساتھ نبھایا جائے تب وہ رشتہ نبھتا ہے ۔ گھروں میں امن و سکون اور شکر گزاری کی فضائیں پروان چڑھ رہی ہیں۔

3. اس لاک ڈاؤن سے پہلے شادی بیاہ کے موقع ہوں یا دوسرے تہوار ہوں !! اسراف ، فضول خرچی، دکھاوا، فیشن کی اندھا دھند تقلید، مادہ پرستی کی دوڑ تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ بتایا ہے کہ سادگی میں سکون اور طمانیت ہے۔یکم مئی 2020ء میرے بھانجے کا نکاح نور مسجد جرمنی میں مربی صاحب نے پڑھایا۔صرف گھر والے شامل تھے۔سادگی سے رخصتی ہوئی۔یہ مقدس فریضہ ہماری دینی تعلیمات کے عین مطابق سر انجام پایا۔ الحمدُ اللہ

4. پوری دنیام یں لاک ڈاؤن ہونے سے ائیر کوالٹی نہت بہتر ہوگئی ہے اب آپ باہر نکل کر دیکھتے ہیں تو فضاء صاف! آسمان صاف! ہوا صاف! نظر آتی ہے۔ ”لاک ڈاؤن سے آلودگی میں کمی ہونے سے روٹھے ہوئے پرندے شہروں کی طرف پلٹنے لگے ہیں “ قدرت نے انسانوں کو گھروں میں محصور کردیا تو لگتا ہے اب پرندوں کو خوب آزادی دے دی ہے صبح صبح طرح طرح کے پرندے ان میں مختلف قسم کی چڑیائیں فاختائیں، کبوتر، طوطے، لالیاں وغیرہ اپنی اپنی خوبصورت بولیاں بولتے ہیں اور بعض دفعہ سارادن بولتے رہتے ہیں یہ پہلی دفعہ ایسا ہوا ہے فطرت مختلف رنگوں میں نظر آرہی ہے۔ ہمارے بچوں کے لئے تتلیوں، جگنوؤں، چڑیوں، طوطوں کی یہ صبح و شام آمد حیران کن تجربہ ہے اب تو ہمیں آسمان پر جگمگاتے ستارے نظر آتے ہیں۔ چاند بھی بڑا نمایاں اور روشن نظر آتا ہے۔

5. اس لاک ڈاؤن سے پہلے دنیا کے سارے براعظموں میں موجود خواتین کو یہ سننے کو ملتا تھا !!!

” آپ سارا دن آخر گھر میں کرتی ہی کیا ہیں؟ “

اب یقیناً سب کو گھروں میں صبح و شام رہ کر اس کا جواب اچھی طرح سے مل گیا ہوگا۔ کیونکہ لاک ڈاؤن سے پوری دنیا کے کام تو رک گئے مگر نہیں رکا تو گھر کی عورت کا کام نہیں رکا! وہ اسی طرح صبح اٹھ کر شوہر بچوں کا ناشتہ بناتی ہے۔ پھر دوپہر کھانے کی تیاری ، پھر شام چائے کی تیاری، پھر رات کھانے کی تیاری، پھر گھرکی صفائی ، کپڑوں کی دھلائی، اور بچوں کا خیال رکھنا دیگر سو طرح کے کام علیحدہ ! اب تو سب کو تسلی ہوگئی ہوگی!”اس لاک ڈاؤن نے خواتین کے حقوق کی طرف کچھ توجہ تو دلادی“

بے شک اس وقت دنیا پریشانی اور تکلیف کی حالت میں ہے اللہ تعالیٰ جلد پوری دنیا پر رحم فرمائے۔ اس وباء سے پوری انسانیت کو جلد نجات دے۔ آمین۔ ہم اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرتے ہیں یہ دن جلد گزر جائیں!! ”اور خدا تعالیٰ جو نہایت مہربان اور رحیم ہے اس کے فضلوں ، رحمتوں ، برکتوں کے جلد سامان ہوں! آمین

؎

کبھی سکھ کبھی دکھ یہی زندگی ہے
یہ پت جھڑ کا موسم گھڑی دو گھڑی ہے
نئے پھول کل پھر ڈگر میں کھلیں گے
اداسی بھرے دن کبھی تو ڈھلیں گے

*******

تبرکات

حضرت مرزا بشیر احمدؓ

# رمضان کا مبارک مہینہ

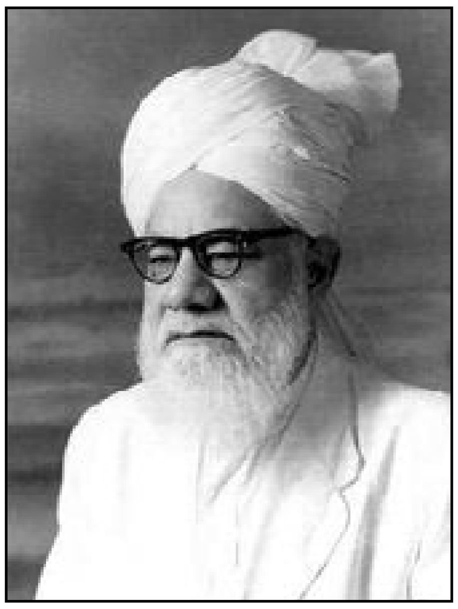

اس سال میں نے شروع رمضان سے ہی ارادہ کیا تھا کہ اگر خدا تعالیٰ نے توفیق دی تو اپنے نفس کی اصلاح اور دوستوں کے فائدہ کی خاطر رمضان کی برکات کے متعلق ایک مضمون لکھ کر ’’الفضل‘‘ میں شائع کروں گا۔ اور اس کے لئے میں نے چند نوٹ قلم برداشتہ طور پر لکھ لئے تھے کہ پھر بیماری نے ایسا گھیرا کہ اب تک اس کے پنجہ سے نجات حاصل نہیں ہوئی۔ گو شکر ہے کہ اس شدید حملہ سے جو گذشتہ چند ایام میں درد گردہ اور قولنج کی صورت میں ظاہر ہوا۔ اور جس نے مجھے چند دن تک انتہائی تکلیف میں مبتلا رکھا۔ اب صحت کی صورت پیدا ہوچکی ہے۔

اب رمضان کے اختتام کی وجہ سے مفصل مضمون شائع کرنے کا موقع تو نہیں رہا لیکن ثواب کی خاطر سے میں نے مناسب سمجھا ہے کہ اپنے نوٹوں کو ہی مناسب صورت دے کر شائع کردوں تا اگر خدا چاہے تو وہ اس سال میری روزوں سے محرومی کا کفارہ ہوجائے۔ اور شائد اس آخری وقت میں ہی ان کی وجہ سے کسی دوست کو خاص دعا اور خاص عمل کی توفیق مل جائے جو جماعت کے روحانی اموال میں اضافہ کا باعث ہو۔ وانّماالاعمال بالنّیّات ولکل امریٔ مانویٰ وماتوفیقی الّا باللّٰہ۔

گو اسلام میں ہر عمل جو خدا کی رضا کی خاطر کیا جائے عبادت کا رنگ رکھتا ہے خواہ بظاہر وہ ایک بالکل ہی دنیوی فعل ہو۔ مگر روزہ ان چار خاص عبادتوں میں سے ایک ہے جواسلام میں گویا انسانی اعمال کے لئے بطور ستون کے قرار دی گئی ہیں۔ اور ان چار عبادتوں (نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ) میں سے ہر عبادت اپنی ایک خاص غرض وغایت رکھتی ہے۔ خواہ وہ حقوق اللہ سے متعلق ہو یا حقوق العباد سے۔ اور ان میں صیام یعنی روزہ کو یہ مزید خصوصیت حاصل ہے کہ وہ حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں سے یکساں تعلق رکھتا ہے۔ اور دونوں باغوں کی ایک سی آبپاشی کرتا ہے۔

روزہ کو ایک خصوصیت یہ بھی حاصل ہے کہ اس کے اندر خدائے حکیم نے اسلام کی جملہ بنیادی عبادتوں کو ایک خاص حکیمانہ انداز میں جمع کردیا ہے۔ مثلاً صوم کے علاوہ جو رمضان کا اصل مقصود ہے روزہ میں تراویح اور مخصوص قیام اللیل کے ذریعہ نماز کے عنصر کو نمایاں طور پر شامل کردیا گیا ہے۔ اسی طرح صدقۃالفطر اور عام صدقات کی کثرت کے ذریعہ زکوٰۃ کے عنصر کو بڑھا دیا گیا ہے۔ اور پھر اعتکاف کے ذریعہ گویا حج کی روح کا خمیر لے لیا گیا ہے کیونکہ حج اور اعتکاف میں ایک گہری مناسبت ہے جو کسی غور کرنے والے پر مخفی نہیں رہ سکتی۔

روزہ کوشہادت کے عمل سے بھی بہت مشابہت ہے کیونکہ جس طرح ایک شہید خدا کے سامنے اپنی زندگی کا ہدیہ پیش کرتا ہے۔ اسی طرح ایک سچا روزہ دار خدا کی خاطر نہ صرف اپنی انفرادی زندگی کو بلکہ اپنی نسل کے سوتوں کو بھی کاٹتے ہوئے خدا کے سامنے آکھڑا ہوتا ہے۔ کہ اے خدا میں تیرے لئے اپنی ظاہری زندگی کے سہاروں (طعام وشراب) اور اپنے نسلی بقا (ملامستِ ازواج) سے کنارہ کش ہوتا ہوں اور یہی شہادت کی روح ہے۔

قرآن شریف میں روزہ کے فضائل اور اغراض ومقاصد بہت تفصیل سے بیان ہوئے ہیں۔ ان میں سے بعض یہ ہیں۔

(الف) سب سے پہلے خود رمضان کا نام ہے جو اسلام کا جاری کردہ ہے کیونکہ اسلام سے قبل رمضان کے مہینہ کا نام ناتق ہوا کرتا تھا جسے بدل کر رمضان کردیا گیا۔ اور چونکہ لفظ رمضان کے معنے گرم ہونے اور تپنے یا شدت پیاس سے جلنے کے ہیں! اس لئے اس انتخاب میں یہ اشارہ ہے کہ یہ عبادت مسلمانوں کے دلوں میں خدا کی محبت کی گرمی پیدا کرنے کے لئے مقرر کی گئی ہے یا یہ کہ روزہ مسلمانوں کے دلوں میں خدا کے قرب کی پیاس کو تیز کرتا ہے۔ وغیرذالك

(ب) اس کے بعد صوم اور صیام کا لفظ ہے جو اسلام نے روزہ کی عبادت کے لئے اختیار کیا ہے اس کے معنی کسی چیز سے رُکے رہنے یا پیچھے ہٹنے یا کھانے پینے سے پرہیز کرنے کے ہیں۔ اس میں ضبطِ نفس اور محرمات سے اجتناب کی غرض کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی روزہ انسان کے اندر ضبطِ نفس کا مادّہ پیدا کرتا ہے اور بدیوں سے رُکنے کی طاقت کو بڑھاتا ہے۔ اسی لئے حدیث میں شہر رمضان کا دوسرا نام شہر صبر بھی آتا ہے۔

(ج) اوپر کے دوالفاظ کے اجمالی اشارہ کے علاوہ قرآن شریف نے صراحتاً بھی روزہ کی بعض خاص اغراض بیان فرمائی ہیں۔ مثلاً فرماتا ہے لَعَلَّکُمۡ تَتَّقُوۡنَ یعنی روزہ کی عبادت اس لئے فرض کی گئی ہے کہ تمہارے اندر تقویٰ پیدا ہو اور تقویٰ کے لفظ میں یہ اشارہ ہے کہ ایک طرف تو تمہیں ہر بات میں خدا کو اپنے ساتھ ڈھال کی طرح چمٹائے رکھنے کی عادت ہوجائے، دوسرے تم لوگوں کے خلاف ظلم ودست درازی سے مجتنب رہ سکوکہ یہی تقویٰ کے دومرکزی مقاصد ہیں۔

(د) ایک غرض روزہ کی قرآن شریف یہ بیان کرتاہے کہ اِنِّیۡ قَرِیۡبٌ یعنی اس ذریعہ سے انسان خدا کا قرب حاصل کرتا ہے۔ یا زیادہ صحیح طور پر یوں کہنا چاہئے کہ روزوں کے نتیجہ میں خدا اپنے بندے کے زیادہ قریب ہوجاتا ہے۔ اور یہی انسان کی زندگی کا اولین مقصد ہے۔

(ھ) پانچویں بات قرآن شریف یہ فرماتا ہے کہ اُجِیۡبُ دَعۡوَۃَ الدَّاعِ اِذَادَعَانِ یعنی خدا فرماتا ہے میں روزہ رکھنے والوں کی دعاؤں کو قبول کرتا ہوں۔ یعنی گو آگے پیچھے بھی میں اپنے بندوں کی دعاؤں کو سنتا اور قبول کرتا ہوں لیکن روزہ میں میری اس رحمت کا دروازہ بہت زیادہ وسیع ہوجاتا ہے اور اگر اس کے یہ معنی کئے جائیں کہ روزہ میں انسان کی ساری ہی دعائیں قبول ہوجاتی ہیں تو پھر بھی یہ غلط نہیں ہوگا۔ کیونکہ حدیث میں صراحت سے آتا ہے کہ ایک مومن کی دعا تین طرح قبولیت کو پہنچتی ہے۔

اوّل یا تو خدا اسے اسی صورت میں کہ جس صورت میں وہ مانگی جاتی ہے قبول کرلیتا ہے۔ دوسرے یا اگر اس کا اِسی صورت میں قبول کرنا خدا کی کسی سنت یا مصلحت کے خلاف ہوتا ہے یا خود دعا کرنے والے کے حقیقی مقاصد کے خلاف ہوتا ہے۔ تو پھر خدا اس کے عوض میں دعا کرنے والے سے کسی مناسب حال بدی اور شر کو ٹال دیتا ہے اورتیسرے یا آخرت میں اس دعا کا بہتر ثمرہ پیدا کرکے بندے کی تلافی کردیتا ہے۔ اس طرح کہہ سکتے ہیں کہ دراصل کوئی سچی دعا کبھی ضائع نہیں جاتی۔

پس روزہ کو دعاؤں کی قبولیت سے خاص تعلق ہے۔ اور اسی لئے اہل اللہ کا طریق رہا ہے کہ جب کوئی خاص دعا کرنی ہو تو اس دن روزہ رکھ کر دعا کرتے ہیں۔اور یہ ایک بہت آزمایا ہوا طریق ہے۔

## حدیث نے روزہ کے برکات اور فوائد میں دو نہایت لطیف باتیں بیان کی ہیں

**اوّل:** حدیث میں آتا ہے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ دوسری عبادتوں کی جزائیں تو اور اور مقرر ہیں مگر روزہ کی جزا خود میں ہوں۔ یہ وہی لطیف مفہوم ہے جو قرآنی الفاظ انی قریب میں بیان ہوا ہے۔ یعنی جب بندہ روزہ رکھ کر اپنے آپ کو خدا کے لئے مٹاتا ہے تو ہمارا رحیم وکریم خدا اس کے بدلہ میں خود اپنے آپ کو اس کے سامنے پیش کردیتا ہے۔ کہ اے میرے لئے مٹنے والے تیرے عمل کا بدلہ یہی ہے کہ تو خود مجھی کو پالے۔ اسی قسم کے الفاظ حدیث میں شہید ہونے والے شخص کے متعلق بھی آتے ہیں۔ کیونکہ شہادت کو روزہ سے گہری مشابہت ہے۔

**دوم:** دوسری بات حدیث میں یہ بیان ہوئی ہے کہ خدا نے قیامت کے دِن کے لئے جنت میں داخل ہونے کے واسطے مختلف دروازے مقرر کررکھے ہیں۔ کوئی دروازہ نماز کے لئے ہے اور کوئی زکوٰۃ کے لئے ہے۔ اور کوئی حج کے لئے وغیرہ ذالک۔ اور روزہ کے واسطے جو دروازہ مقرر کیا گیا ہے اس کا نام ریّان ہے۔اب ریّان کے معنی عربی زبان میں پیاسے کے مقابل کے ہیں۔ یعنی وہ شخص جو پانی سے سیراب شدہ ہو۔ اور اس میں اشارہ یہ ہے کہ جب ایک انسان خدا کی خاطر اپنی انفرادی اور نسلی زندگی کی تاروں کو کاٹنے پر آمادہ ہوجاتا ہے۔ یعنی نہ کھاتا پیتا ہے۔ اور نہ بیوی کے پاس جاتا ہے۔ تو خدا اسے فرماتا ہے کہ اے میرے بندے تو نے میرے لئے اپنی ظاہری زندگی کے سہاروں کو کاٹ دیا۔ اب تیری جزا اس کے سوا اور کیا ہوسکتی ہے کہ میں تجھے حقیقی اور دائمی زندگی کے پانی سے اتنا سیراب کروں کہ تم مجسم سیرابی ہوجائے۔ یہی وہ لطیف مفہوم ہے جو ریّان کے لفظ میں بیان کیا گیا ہے۔ ہمارے خدا کے قانون جزا وسزا میں عجیب تناسب اور توازن چلتا ہے۔ وہ جس چیز کو لیتا ہے۔ اس کے بدلہ میں اسی نوع کی چیز ہزاروں درجہ بڑھا چڑھا کر دیتا ہے۔ یہی وہ عظیم الشان فلسفہ ہے جس کے مطابق شہید ہونے والے شخص کے متعلق خدا فرماتا ہے اور کس شان اور غیرت کے ساتھ فرماتا ہے کہ جو شخص میرے رستہ میں جان دے اسے کبھی مرنے والا مت کہو کیونکہ اَحۡیَآءٌ عِنۡدَ رَبِّہِمۡ یُرۡزَقُوۡنَ وہ زندہ ہیں۔ اور خدا سے زندگی کا مزید رزق حاصل کرتے ہوئے ابدی ترقی پاتے جائیں گے۔

حدیث میں روزہ کی ایک اور فضیلت بھی بیان ہوئی ہے۔ اور وہ یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں کہ رمضان میں جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ اور دوزخ کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں۔ اس میں جہاں یہ اشارہ ہے کہ روزہ کی وجہ سے نیکیاں ترقی کرتی اور بدیاں مٹتی ہیں، وہاں یہ بھی اشارہ ہے کہ رمضان میں خدا کے عفو کا دروازہ بہت وسیع ہوجاتا ہے۔ اور جب عفو کا دروازہ وسیع ہوا تو اس کے نتیجہ میں لازماً جنت کا دروازہ کھلے گا اور جہنم کا بند ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ حدیث میں آتا ہے کہ جب حضرت عائشہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے

پوچھا کہ یارسول اللہ اگر میں لیلۃ القدر کو پاؤں تو کیا دعا کروں تو اس پر آپؐ نے فرمایا یہ دعا کرو کہ اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّی یعنی اے میرے خدا تیری ایک صفت گناہ اور بدی کے نشانوں کو مٹانا بھی ہے اور یہ صفت تجھے بہت محبوب ہے پس ایسا کر کہ اول تو مجھ سے کوئی بدی ہوہی نہیں۔ اور اگر کبھی ہوجائے تو پھر اپنے فضل ورحم سے اس کے نام ونشان کو ایسا مٹادے کہ گویا وہ ہوئی ہی نہیں یعنی میں بھی اسے بھول جاؤں لوگ بھی بھول جائیں۔ تیرے فرشتے بھی بھول جائیں اور توخود بھی بھول جائے۔ خدا اکو نعوذ باللہ نسیان نہیں مگر جس چیز کا وہ نام ونشان مٹادے اور اس کے ذکر کو محو کردے اسے وہ گویا بھلا دیتا ہے۔ اسی لئے خدا کی عفو کی صفت اس کے تکفیر اور مغفرت کی صفات سے بالا ہے۔

روزہ کی حقیقت پر اس دعا کے الفاظ سے بھی بہت روشنی پڑتی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے افطاری کے وقت پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ یعنی اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ یعنی اے خدا اگر میں کھانے پینے سے رُکا تھا تو تیرے لئے اور اب کھانے پینے لگا ہوں تو تیرے دیئے ہوئے رزق پر بعینہٖ وہی مفہوم ہے جو مشہور قرآنی آیت قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ میں بیان کیا گیا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت سے ثابت ہے کہ آپ رمضان میں روزہ کی مخصوص عبادت کے علاوہ مندرجہ ذیل زائد اور نفلی اعمال کی طرف بہت توجہ فرماتے تھے۔

(الف) نماز تہجد اور قیام اللیل جو گویا صیام کی بھی زینت ہے اور جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو انتہائی شغف تھا۔

(ب) تلاوتِ قرآن کریم جس کے متعلق حدیثوں میں اشارہ آتا ہے کہ رمضان میں دو دفعہ ختم کرنا زیادہ پسندیدہ ہے۔

(ج)صدقہ وخیرات۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ رمضان میں آپؐ اس کثرت سے صدقہ وخیرات فرماتے تھے کہ جیسے ایک زور سے چلنے والی آندھی ہو جو کسی روک کو خیال میں نہ لائے۔

(د) آپ نے روزہ کی روح کی طرف اشارہ کرنے کے لئے یہ بھی فرمایا ہے کہ جو شخص بظاہر کھانے پینے سے تورک جاتا ہے مگر جھوٹ اور خیانت اور گالی گلوچ اور دنگا فساد اور بیہودہ گوئی وغیرہ سے نہیں رکتا تو وہ مفت میں بھوکا مرتا ہے کیونکہ اس کا کوئی روزہ نہیں۔

رمضان کی ایک خاص عبادت اعتکاف ہے جو آخری عشرہ میں کسی جامع مسجد میں ادا کی جاتی ہے۔ یہ ایک نفلی عبادت ہے جس میں انسان گویا خدا کی خاطر دنیا سے کامل انقطاع اختیار کرتا ہے۔ دراصل اعتکاف روزہ کا معراج ہے اور اس میں انسانی فطرت کے اس جذبہ کی تسکین کا سامان مہیا کیا گیا ہے جو کئی لوگوں کے اندر رہبانیت کی صورت میں پایا جاتا ہے۔ اسلام نے اپنی کامل حکمت سے رہبانیت کو تو جائز نہیں رکھا مگر انسانی فطرت کے اس میلان کو کہ میں ظاہری طور پر بھی کلیتًا خدا کا ہوجاؤں۔ اعتکاف کی اجازت دے کر پورا کردیا ہے۔ اعتکاف میں انسان اپنے شہادت کے عمل کو کمال تک پہنچاتا ہے۔ اور اسے رمضان کے آخری عشرہ میں رکھنے میں یہ حکمت ہے کہ تا گویا زبان حال سے انسان سے یہ کہلوایا جائے کہ میں خدا کے لئے روزہ رکھنے سے تھکتا نہیں بلکہ جوں جوں دن گذرتے جاتے ہیں میری خدا تک پہنچنے کی پیاس ترقی کرتی جاتی ہے۔ حتیٰ کہ رمضان کے آخری ایام میں میں یوں ہوجاتا ہوں کہ گویا میرا سب کچھ خدا کے لئے ہوگیا ہے۔ اور سچی بات یہ ہے کہ عید کی شیرینی بھی ایسے ہی لوگوں کے لئے ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ جب آخری عشرہ آتا تھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَحْیَاءُ اللَّیْلَ وَ اَیْقَظَ اَھْلَہٗ وَجَدَّ وَشَدَّ الْمِیْزَرَ

رمضان کے آخری عشرہ کے کمالات میں سے ایک لیلۃ القدر بھی ہے۔ جس میں خدا کا ہاتھ رحمت کی بارش برسانے کے لئے زمین کے قریب تر ہوجاتا ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر فرمایا کرتے تھے کہ لیلۃ القدر کو آخری عشرہ کی وتر راتوں میں تلاش کرنا چاہئے۔ اوروترمیں سے زیادہ میلان ستائیسویں رات کی طرف پایا جاتا ہے لیکن اس بارے میں حصر نہیں کرنا چاہئے کیونکہ حصرمیں علاوہ غلطی کے امکان کے انسان عمل کادائرہ محدود ہوجاتا ہے۔ خدا کا منشاء یہ ہے کہ روح کو اس کے آقاکی تلاش کے لئے زیادہ سے زیادہ چوکس وہوشیار رکھا جائے۔ قرآن شریف نے لیلۃ القدر کی شان میں کیا خوب الفاظ بیان فرمائے ہیں کہ لَیْلَۃُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَھْرٍ یعنی اگر کسی شخص کو حقیقی لیلۃ القدر مل جائے تو وہ اس کے عمر بھر کے عمل سے بہترہے۔ الف شہر کا عرصہ سالوں میں قریباًساڑھے تراسی سال بنتا ہے اور یہ لمبی انسانی عمر کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی خدا فرماتا ہے کہ لیلۃ القدر کا میّسر آجانا ایسا اوقات زندگی بھر کے عام اعمال سے بہتر ہوجاتا ہے۔ اور زندگی بھی وہ جو عام اوسط زندگیوں سے لمبی ہو۔

روزوں کے متعلق ایک خاص بات یہ بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جس طرح نماز میں خدا نے فرض نماز کے ساتھ سنت نماز مقرر فرمائی ہے جو گویا فرض نماز کے واسطے بطور محافظ اور پہریدار کے ہے یا یوں سمجھنا چاہئے کہ فرض نماز اندر کا مغز ہے اور سنتیں اس کے گرد کا چھلکاہیں۔ جو اُسے محفوظ رکھنے کے لئے ضروری ہیں۔ اسی طرح رمضان کے فرض روزوں کے دونوں جانب یعنی رمضان سے قبل شعبان کے مہینہ میں اور رمضان کے بعد شوال کے مہینہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص طور پر نفلی روزوں کی تحریک فرمائی ہے۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے کہ مثلاً ظہر کی نماز میں جو دن کے مصروف ترین حصہ میں آتی ہے اسلام نے اس کے آگے پیچھے سنتیں مقرر فرمادی ہیں۔ دراصل انسانی فطرت کا قاعدہ ہے کہ وہ کسی کام میں توجہ کے جمانے میں کچھ وقت لیتا ہے۔ اور جب توجہ کے اختتام کا وقت آتا ہے تو پھر بسااوقات اس کے اختتام سے قبل ہی اس کی توجہ اکھڑنی شروع ہوجاتی ہے۔ اس لئے آگے پیچھے نفلی روزے رکھ کر درمیانی فرض روزوں کو محفوظ کر دیا گیا ہے اور یہی سنت نماز کا فلسفہ ہے۔ پس دوستوں کو اس کا بھی خیال رکھنا چاہئے۔

روزوں کے مسائل معروف ومعلوم ہیں۔ اس لئے ان کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہیں مگر ایک دو باتیں ایسی ہیں جو غالباً ابھی تک عموماً اتنی محسوس و مشہور نہیں ہوئیں جتنی ہونی چاہئیں۔

(الف)آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارہ میں سخت تاکید فرمائی ہے کہ سحری میں دیر اور افطاری میں جلدی کرنی چاہئے۔ اس میں یہ بھاری حکمت ہے کہ تاجو وقت روزہ کا خدا ئی حکم کے ماتحت مقرر ہے وہ دوسرے وقت کے ساتھ مخلوط نہ ہونے پائے۔ اگر ایک شخص سورج غروب ہوجانے کے معاً بعد روزہ نہیں کھولتا تو وہ اپنے عمل کو مشکوک کردیتا ہے۔ اور گویا زبان حال سے یہ کہتا ہے کہ کچھ وقت تو میں خدا کی خاطر کھانے پینے سے رُکا رہا اور کچھ وقت اپنی مرضی سے رُکتا ہوں۔ اور یہ نظریہ عمل صالح کے لئے سم قاتل ہے۔ یہی صورت سحری میں دیر نہ کرنے سے پیدا ہوتی ہے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ سحری میں زیادہ سے زیادہ دیر کرو۔ اور افطاری میں زیادہ سے زیادہ جلدی کرو تاکہ تمہارا کھانے پینے سے رُکنا کلیتاً اس وقت کے مطابق ہوجائے جو خدا کا مقرر کردہ ہے۔ اور کوئی فالتو وقت اپنی طرف سے زیادہ کرکے اپنے عمل کو مشکوک نہ کرو۔

(ب) شاید اکثر لوگ اس بات سے واقف نہیں کہ جس طرح باوجود اس کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے کہ سورۃ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی اسلام یہ حکم دیتا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی مجبوری سے نماز کی پہلی رکعت میں قیام کے اند رشامل نہیں ہوسکا بلکہ رکوع میں آکر شامل ہوتا ہے تو باوجود اس کے اس کی رکعت ہوجائے گی۔ اسی طرح حدیث میں صراحت آتی ہے کہ اگر سحری کھاتے کھاتے دیر ہوجائے اور مؤذن اذان کہہ دے اور تمہارے ہاتھ میں کھانے پینے کا برتن ہو تو اذان کی وجہ سے رُکو نہیں بلکہ تم ہاتھ کے برتن سے کھاپی سکتے ہو۔ یہ گویا اللہ میاں کا صدقہ ہے۔ اور خدا کے صدقہ کو ردّ کرنا شکرگزاری کا فعل نہیں سمجھا جاسکتا۔ مگر اس بارے میں احتیاط ضروری ہے اور انسان کو باغی اور عادی نہیں بننا چاہئے۔

بالآخر میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ چونکہ دعاؤں پر زور دینا رمضان کی بھاری خصوصیات میں سے ہے اور قرآن شریف نے سچے روزہ داروں کے لئے قبولیت دعا کا خاص وعدہ فرمایا ہے۔اس لئے دوستوں کو اس ماہ میں دعاؤں پر بہت زور دینا چاہئے اور بہترین دعائیں اسلام اور احمدیت کی ترقی کی دعائیں ہیں۔ جن میں گویا ہمارا سب کچھ آجاتا ہے۔ اس کے علاوہ امام جماعت کے لئے بھی خاص دعائیں ضروری ہیں مگر دوسری انفرادی دعاؤں کو بھی بھلانا نہیں چاہئے کیونکہ جماعتیں افراد سے بنتی ہیں اور افراد کی ترقی قومی ترقی کا پہلا زینہ ہے۔ اور اپنی دعاؤں میں اپنے زندوں کے ساتھ اپنے مُردوں کو بھی یاد رکھو کہ ہمارے محسن آقا نے ارشاد فرمایا ہے کہ اذکروا موتاکم بالخیر اور دعا سے بہتر خیر اور کیا ہوسکتی ہے؟

(مطبوعہ الفضل 17 ستمبر 1944ء)

(مرسلہ: مرزا دانیال احمد)

********

## سانحہ ارتحال

مکرم طاہر احمد بشیر لکھتے ہیں۔

خاکسار کے نانا مکرم محمد ابراہیم ولد مکرم محمد اسمٰعیل ساکن ضلع خانیوال ایک لمبا عرصہ علیل رہنے کے بعد مورخہ 6 فروری 2020ء کو بقضائے الٰہی انتقال کر گئے۔ وفات کے وقت مرحوم کی عمر 93 سال تھی۔ مرحوم نیک ، ملنسار، مہمان نواز ، صوم و صلوۃ کے پابند اور بڑے محنتی انسان تھے۔ اپنوں اور غیروں سے ہمدردی کا جذبہ رکھنے والے انسان تھے۔ جماعتی لگاؤ بہت تھا۔ خاکسار جب کبھی ان سے ملنے جاتاتو بار بار جماعتی حالات کا پوچھتے ۔ واقف زندگی کی بہت عزت کرتے تھے۔ قیام پاکستان کے وقت ہندوستان کے ضلع فیروز پور تحصیل زیرہ کے گاوں چِٹے والا سے سختیوں اور تکلیفوں کے بعد جرأت کر کے پاکستان آئے۔ مرحوم اللہ تعالیٰ کے فضل سے پیدائشی احمدی تھے۔ مرحوم کے دادا مکرم فتح دین نے 1907ء میں بذریعہ خط بیعت کی تھی۔ مرحوم کی نماز جنازہ مورخہ 6 فروری 2020ء کو مقامی قبرستان میں مکرم محمد صدیق مربی سلسلہ نے پڑھائی اور تدفین کے بعد مکرم منیر احمد معلم سلسلہ نے دعا کروائی۔ مرحوم مکرم رشید احمد سیکرٹری مال وقف جدید کے والد محترم تھے۔

دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ مغفرت کا سلوک کرے ، درجات بلند کرے اور سب لواحقین کو صبر و جمیل عطا کرے۔

# دعاؤں کی تحریک

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 29 رمضان المبارک میں جو درس القرآن کے آخر پر دعاؤں کی تحریک کی وہ پیش ہے۔(5جون 2017ء)

ہمارے پیارے امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

میں چند دعاؤں کی طرف توجہ دلاؤں گا پھر ہم اجتماعی دعا کریں گے۔

- اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو یہ توفیق عطا فرمائے کہ وہ ہر قسم کی دینی کمزوریوں سے بچنے والوں ہوں اللہ تعالیٰ کے پیغام کو سمجھتے ہوئے حضرت مسیح موعود کی آمد کے مقصد کو سمجھیں اور پہنچائیں۔ اور آپ کی بیعت میں آنے کی اپنی تمام تر طاقتوں سے صلاحیتوں سے کوشش کریں۔ اسی طرح تمام احمدیوں کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کو ایمان اور ایقان میں ترقی عطا فرمائے۔
- عالم اسلام کے لئے عمومی دعا کریں کہ خدا تعالیٰ انہیں باہمی اتحاد اور ہمدردی عطا فرمائے۔ آپس کی پھوٹ کی وجہ سے دشمن فائدہ اٹھا رہا ہے ۔ ان کے وسائل اور ان کی دولتیں جو اللہ تعالیٰ نے انہیں دی ہیں ان سے دشمن فائدہ اُٹھا رہا ہے۔ اور یہ اس کے آگے بیوقوف بنے ہوئے ہیں ۔ اللہ کرے کہ اللہ تعالیٰ کے آگے جھکتے ہوئے اور توبہ کرتے ہوئے اس کی رحمت کے طالب ہوں تا کہ اللہ تعالیٰ ان پر رحم کی نظر کرے۔ آمین
- نظام جماعت عالم گیر کے لئے اور تمام احباب جماعت اور احباب و خواتین کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ سب کو حفاظت میں رکھے ہر شر سے بچائے۔ بعض ملکوں میں مخالفین کی وجہ سے بعض سختیاں ہیں اللہ تعالیٰ ان سے بچا کر رکھے اور انہیں ثبات قدم عطا فرمائے۔نظام جماعت سے سب کو چمٹائے رکھے ۔ نظام خلافت کا فہم و ادراک عطا کرتے ہوئے اس سے جوڑے رکھے۔ آمین
- واقفین کے لئے دعا کریں اللہ تعالیٰ ان کو میدان عمل میں اپنے وقف کے عہد کو نبھانے کی توفیق عطا فرمائے۔وقف نو کے مجاہدین کے لئے دعا کریں جن کو اللہ تعالیٰ اس وقت میدان عمل میں لے آیا ہے اور خدمت کی توفیق دے رہا ہے اللہ تعالیٰ ان کو حقیقی رنگ میں خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ جو ابھی زیر تعلیم ہیں ان کو اپنا عہد پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین
- اللہ تعالیٰ دجال کے فتنہ کے شر سے ہم سب کو بچائے ۔ ہمیشہ ان کی چالوں اور خطر ناک منصوبوں سے اور برے ارادوں سے ہمیں بچائے رکھے۔ آمین
- شہدائے احمدیت کے لئے ان کے پسماندگان کے لئے دعا کریں اللہ تعالیٰ ان کو اپنی حفاظت میں رکھے اور ہر شر سے بچائے آئندہ ہر پریشانی سے انہیں بچائے۔آمین
- اسیران راہ مولیٰ کی جلد آزادی کے لئے دعا کریں اللہ تعالیٰ ان کے اہل و عیال کو بھی صبر اور حوصلہ عطا فرمائے، اسی طرح مختلف مصائب میں دو چار لوگوں کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کی پریشانیاں دور کرے۔ بیماروں کو شفا دے۔ مختلف لوگ مختلف قسم کے کاروبار وں میں چٹیوں میں پڑے ہوئے ہیں بے شمار خطوط آتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے بھی نااہلی کی وجہ سے یا کسی بھی وجہ سے جو ان کے مالی نقصان ہوئے ہیں یا قرضوں کے بوجھ تلے دبے ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ ان سے نجات دے۔سب مصیبت زدگان کے لئے دعا کریں چاہے وہ سیاسی ظلموں کی وجہ سے نشانہ بنائے جا رہے ہیں یا مذہبی ظلموں کی وجہ سے نشانہ بنائے جا رہے ہیں یا قومی تعصبات کی وجہ سے نشانہ بنائے جا رہا ہیں اللہ تعالیٰ ان سب کے لئے آسانیوں کے سامان پیدا فرمائے ۔ آمین
- دنیا کے ہر شخص کے لئے دعا کریں اللہ تعالیٰ ان کو اقتصادی بدحالی سے بچائے مختلف مردوں اور عورتوں کے جھگڑے ہیں اور یہ بڑھتے چلے جا رہے ہیں اب جماعت میں بھی اور دنیا میں بھی۔ اللہ تعالیٰ مردوں اور عورتوں کے ازدواجی اور خاندانی جھگڑوں کو دور فرمائے۔ اور انہیں عقل و سمجھ دے اور آپس میں پیار محبت سے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین
- بیوگان اور یتامیٰ کے لئے اور حقوق سے محروم لوگوں کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کی پریشانیاں دور فرمائے۔ آمین
- ایسی بچیوں کے لئے جن کے رشتوں میں تاخیر ہو رہی ہے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ جلد ان کی پریشانیاں دور کرے۔ بے اولاد لوگوں کے لئے ، طلبا کے لئے ،بے روزگاروں کے لئے، کاروباری لوگوں کے لئے، ذمہ داروں کے لئے ، مقدمات میں پھنسے ہوئے لوگوں کے لئے ان سب کے لئے دعا کریں اللہ تعالیٰ ان کی پریشانیاں دور فرمائے۔ آمین
- درویشان قادیان اوراہل ربوہ کے لئے دعا کریں اللہ تعالیٰ ان کے لئے بھی آسانیوں کے سامان پیدا فرمائے۔ اسی طرح آج کل سب سے زیادہ مذہب کی وجہ سے نشانہ بنایا جا رہا ہے جماعت احمدیہ کے افراد کو وہ الجزائر ہے۔ وہاں کے احمدیوں کے لئے بھی اللہ تعالیٰ ان کوثبات قدم عطا فرمائے اور ان کی پریشانیاں دور فرمائے۔آمین
- دکھوں سے چور انسانیت کے لئے دعا کریں اللہ تعالیٰ ان کے دکھ دور فرمائے۔ جماعت کے ابتلاؤں کے دور ختم ہونے کے لئے عمومی دعائیں ہیں خصوصا یہ دعا بھی اکثرہمیں کرنی چاہئے کہ
- اَللّٰھُمَّ ! مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَّسَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقًا
- اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَ نَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ
- اسی طرح تحریک جدید اور وقف جدید اور دیگر مالی تحریکات میں قربانیاں کرنے والوں کے لئے دعا کریں پھر مختلف حیثیتوں سے جماعت کی خدمت کرنے والوں کے لئے دعا کریں اللہ تعالیٰ ان کی خدمت کی توفیق کو بھی بڑھائے اور ایمانداری سے کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے ۔ آمین
- ایم ٹی کے کارکنا ن کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان پر بھی اپنا فضل فرمائے اور رحمت فرماتا رہے۔ اور بہت سارے لوگ والنٹیئر کر رہے ہیں دنیا میں ہر جگہ اللہ تعالیٰ ان رضاکاروں کو بھی جزا دے اس خدمت کی۔ آمین
- مختلف جو آفات ہیں آسمانی آفات یا حوادث ہیں ان سے بچنے کے لئے جہاں بھی لوگ متاثر ہو رہے ہیں ان سے اللہ تعالیٰ ان کی پریشانیاں دور کرے اور ان کو حوادث سے بچائے۔ آمین
- ایک دعا کرب کے وقت کی ہے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْعَظِیْمُ الْحلیم، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ ، رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ، رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَرَبُّ الْاَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ۔

ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ عظمتوں والا ہے بڑا ہی بردبار ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہی عرش کا رب ہے۔اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو کہ آسمان وزمین اورعرش کریم کا رب ہے۔

- پھر یہ دعا بھی پڑھنی چاہئے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّی أَسْأَلُکَ حُبَّکَ وَحُبَّ مَنْ یُّحِبُّکَ وَالْعَمَلَ الَّذِی یُبَلِّغُنِی حُبَّکَ اللّٰھُمَّ اجْعَلْ أَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ نَفْسِی وَأَھْلِی وَمِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ۔

ترجمہ: اے میرے اللہ! میں تجھ سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور ان لوگوں کی محبت جو تجھ سے پیار کرتے ہیں اور اس کام کی محبت جو مجھے تیری محبت تک پہنچا دے۔ اے میرے خدا ایسا کر کہ تیری محبت مجھے اپنی جان اہل و عیال اور ٹھنڈے شیریں پانی سے زیادہ پیاری اور اچھی لگے۔

- اے دلوں کو پھیرنے والے میرے دل کو اپنے دین پر ثابت قدم رکھ۔
- پھر یہ دعا بھی پہلے بھی کئی دفعہ تحریک کر چکا ہوں کہ ”اے اللہ میں تیری ناراضگی سے تیری رضا کی پناہ میں آتا ہوں اور تیری سزا سے تیری معافی کی پناہ میں آتا ہوں۔ میں خالص تیری پناہ چاہتا ہوں، میں تیری تعریف شمار نہیں کر سکتا۔ بے شک تو ایسا ہی ہے جس طرح تو نے خود اپنی تعریف آپ کی ہے۔“
- پھر یہ دعا ہے۔اَللّٰھُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِکَ ، وَلَا تُھْلِکْنَا بِعَذَابِکَ وَعَافِیْنَا قَبْلَ ذَالِکَ

ترجمہ:اے اللہ تو اپنے غضب سے ہمیں قتل نہ کر اپنے عذاب سے ہمیں ہلاک نہ کرنا اور اس سے پہلے ہمیں بچا لینا۔ آمین

- اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوْذُبِکَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِکَ ، وَتَحَوُّلِ عَافِیَتِکَ، وَفُجَائَۃِ نِقْمَتِکَ ، وَجَمِیْعِ سُخْطِکَ

ترجمہ:اے اللہ میں تیری نعمت کے زائل ہونے ، تیری عافیت کے ہٹ جانے ، تیری اچانک سزا اور سب باتوں سے پناہ مانگتا ہوں جن سے تو ناراض ہو۔

- حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ یہ دعا جو حضرت آدمؑ کی دعا ہے یہ بھی ہر ایک کو ضرور پڑھنی چاہئے۔ کیونکہ یہ دعا آپ نے فرمایا کہ مقبول ہو چکی ہے۔ یعنی یہ پڑھو اللہ تعالیٰ قبول کرے گا اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ مقبولیت کا درجہ پاچکی ہے۔ اور وہ دعا یہ ہے قرآن کریم کی کہ رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَکُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِیْنَ (الأعراف:24)

ترجمہ :اے ہمارے رب! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تو ہمیں نہ بخشے اور ہم پر رحم نہ کرے تو ہم ضرور گھاٹا کھانے والوں میں سے ہوجائیں گے۔

- پھر یہ بھی دعا رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ ھَدَیْتَنَا وَھَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَۃً ج اِنَّکَ اَنْتَ الْوَھَّابُ (آل عمران:9)

ترجمہ: اے ہمارے رب! ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ کردینابعد اس کے کہ تو ہمیں ہدایت دے چکا ہو اور ہمیں اپنی طرف سے رحمت عطا کر۔ یقیناً تو ہی ہے جو بہت عطا کرنے والا ہے۔

- پھر حضرت مسیح موعودؑ نے یہ بھی فرمایا ایک وقت آیا تھا اور آج کل بھی ایسے حالات ہیں کہ ہماری جماعت ہر نماز کی آخری رکعت میں بعد رکوع مندرجہ ذیل دعا بکثرت پڑھے اور وہ دعا یہ ہے آپ التحیات میں بھی پڑھتے ہیں کہ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (البقرہ:202)

اے ہمارے رب!ہمیں اس دنیا میں بھی آرام و آسائش کے سامان عطا فرما اور آنے والے جہان میں بھی آرام اور راحت عطا فرما اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔

- پھر حضور مسیح موعودؑ کی ایک یہ دعا ہے الہامی دعا ہے۔

رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ مِنَ السَّمَاءِ رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّأَنْتَ خَیْرُ الْوَارِثِیْنَ رَبِّ اَصْلِحْ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ رَبَّنَا افْتَحْ بَیْنَنَا وَبَیْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَیْرُ الْفَاتِحِیْنَ۔

ترجمہ: اے میرے رب! مغفرت فرما اور آسمان سے رحم کر۔

اے میرے رب! مجھے اکیلا مت چھوڑ اور تو خیرالوارثین ہے ۔ اے میرے رب! امت محمدیہ ﷺ کی اصلاح کر۔ اے ہمارے رب ہم میں اور ہماری قوم میں سچا فیصلہ کر دے اور تو فیصلہ کرنے والوں سے بہتر ہے۔ (روحانی خزائن جلد1 صفحہ 266)

- پھر آپ کی یہ بھی دعا ہے :اے رب العالمین میں تیرے احسانوں کا شکریہ نہیں ادا کر سکتا ۔ تو نہایت ہی رحیم و کریم ہے تیرے بے غایت مجھ پر احسان ہیں۔ میرے گناہ بخش تا میں ہلاک نہ ہو جاؤں۔ میرے دل میں اپنی خالص محبت ڈال تا مجھے زندگی حاصل ہو اور میری پردہ پوشی فرما اور مجھ سے ایسے عمل کرا جن سے تو راضی ہو جائے۔ میں تیری وجہ کریم کے ساتھ اس بات سے بھی پناہ مانگتا ہوں کہ تیرا غضب مجھ پر وارد ہو۔ رحم فرما ، رحم فرما، رحم فرما اور دنیا اور آخرت کی بلاؤں سے مجھے بچا کیونکہ ہر ایک فضل و کرم تیرے ہی ہاتھ میں ہے۔

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر 4 صفحہ 5)

- پھر یہ دعا ہے آپ کی تنہائی کی ”اے میرے خدا! میری فریاد سن کہ میں اکیلا ہوں ۔ اے میری پناہ میری سپر میری طرف متوجہ ہو کہ میں چھوڑا گیا ہوں۔ اے میرے پیارے اے میرے سب سے پیارے مجھے اکیلا مت چھوڑ میں تیرے ساتھ ہوں اور تیری درگاہ میں میری روح سجدہ میں ہے۔“

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْد اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْد

بعد اس کے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دعا کروائی۔

********

## یتیم کی کفالت کی ذمہ داری

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے ایمان افروز خطبہ جمعہ فرمودہ 26فروری 2010ء میں کفالت یتامیٰ کے موضوع پر بڑی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ جس میں احمدی یتیم بچے اور بچیوں کی تربیت اور نگہداشت و مالی معاونت کی طرف تمام احباب جماعت کو عموماً و مخیر حضرات کو خصوصاً یتامیٰ فنڈ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی تحریک فرمائی ہے۔

حضور انور نے فرمایا :۔

” یتیم جو بعض لحاظ سے بعض اوقات احساسِ کمتری کا شکار ہو کر اپنی صلاحیتیں ضائع کر دیتے ہیں ان کی ایسے رنگ میں تربیت ہو کہ وہ انہیں بہترین شہری بنا دے۔ معاشرہ کا بہترین فرد بنا دے۔ پس نہ زیادہ سختیاں اچھی ہیں، نہ ضرورت سے زیادہ نرمی۔ بلکہ نیک نیتی کے ساتھ اپنے بچوں کی طرح ان کی تربیت کرنا ضروری ہے۔ اور جس طرح ماں باپ کے سائے تلے رہنے والے بچے کا حق ہے اسی طرح ایک یتیم کا بھی حق ہے۔“

حضور انور کے اس بابرکت ارشاد کی روشنی میں تمام احباب کی خدمت میں عموماً و مخیر حضرات کی خدمت میں خصوصاً مؤدبانہ عرض ہے کہ ارشاد خداوندی فاستبقوا الخیرات کی روح کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کارخیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں ۔

اللہ تعالیٰ تمام احباب کے اموال ونفوس میں غیرمعمولی برکت ڈالے اور معاشرے کے اس قابل رحم طبقے کی زیادہ سے زیادہ معالی معاونت کر کے ان کی دعاؤں کے مستحق بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(سیکرٹری کمیٹی کفالت یکصد یتامیٰ)

# ایڈیٹر کی ڈاک

## تاثرات۔آراء۔تجاویز

نصرت قدسیہ وسیم۔فرانس سے لکھتی ہیں کہ الفضل کو باقاعدگی سے پڑھتی ہوں اور اس سے بہت استفادہ کرتی ہوں جب بھی کوئی مضمون یا تقریر تیارکرنی ہوتو بھی دیتی ہے اور ہمیشہ علم میں اضافہ ہوا ہے یہ سچ ہے کہ الفضل کو ایک استاد کی حیثیت حاصل ہے۔ جزاکم اللہ احسن الجزا۔

الفضل کے لئے ایک نظم بعنوان ” دیوانوں کی فہرست میں اک نام بڑھادے۔“ بھیج رہی ہوں۔ امید ہے الفضل کی زینت بننے کا شرف حاصل ہو گا۔ دعا ہے خدا تعالیٰ تمام کارکنان پر اپنا خاص فضل فرمائے۔ آمین

### دیوانوں کی فہرست میں ایک نام بڑھادے

یارب نور خلافت کو کو بہ کو پھیلا دے
اس شجر کے سایہ میں نوروں نہلا دے
تمنا ہے مجھے ایسی پرواز عطا ہو
دربار خلافت کا اک ادنی غلام بنادے
دھڑکتے دل دے توصدا عرش بریں
اے چشم نم آنسو عرش معلی پہ گرا دے
دربار خلافت ہو دیوانے رسائی تیری
مل جائے نوید ایسی ، جو دل کوغذادے
لکھوں حضرت اقدس کونظم خون جگر سے
دیوانوں کی فہرست میں ایک نام بڑھادے
گوشہ قلب میں ہے شوق جنوں خیز
ظلمات مٹادے نوروں میں بسا دے
نور محمد کو ہماری رگ وریشہ میں اتار
ترقی کی راہوں پہ قدم آگے بڑھادے
ٹکڑوں میں بٹی امتیں ہے چشم براہ
وعدہ ہے ترا زمیں کے کناروں تک پھیلا دے
سینہ میں ہولوگوں کے ایمان کی لو روشن
علم محمد کو کل عالم میں لہرا دے
دعوت الی اللہ کے مجاہد کوخداکرے ضیابار
ہر وقف کو راہ مولا میں خاص جلا دے
دشمن کے شر اور فتنہ سے ہرآن پناہ بن
شیطاں کی حکومت کو دنیا سے مٹا دے
احمد کے غلام کی سن لے دعا یارب
اے احمدی! اُٹھ وفا کے جوہر دکھا دے
لندن کے مکینوں کو حاصل فیض خلافت
اولاد میری کو قدموں میں بٹھادے
برکات خلافت ہے جاری و ساری ہمیش
ہر اک کونعمت عظمیٰ سے عہد وفادے
اے جو جنوں قاری کے دل میں اتر جا
جس نظر سے گزرے، اس کو بھی ضیادے
دعائے من خون جگر لفظوں سے نظم میں ڈھل جا
قبول ہو قدسیہ دادکن کہ کر میرا خدا دے

# اداکاری

ڈاکٹر محمد علی

شیکسپیئر نے کہا تھا ہم سب اداکار ہیں اور دنیا ایک سٹیج۔لیکن میں آج ایک اور پہلو سے یہ بات کرنا چاہتا ہوں۔

یہ سچ ہے کہ جس قدر کوئی رول عام فہم آسان اور روایتی ہوتا ہے وہ ہم آسانی سے کرلیتے ہیں۔ ماں کا رول، باپ کا رول، بھائی بہن شوہر بیوی کے رول۔ ہم کتنی آسانی سے اور کتنی صحت اور خوبصورتی سے یہ رول کرتے ہیں اور پھر ایک دن دنیا کی سٹیج سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے غائب ہوجاتے ہیں وہ رول ہی ہماری پہچان حقیقت اور طول و عرض کی پیمائش ہوتا ہے۔

بعض انسان انہی جیسی وجوہات سے سینکڑوں اور ہزاروں سال تک یاد رکھے جاتے ہیں۔

اسی طرح ہم میں سے بہت سے ڈاکٹر ،انجنئیر، ٹیچر پروفیسر کا رول بھی کرتے ہیں۔ مگر کہاں تک ہم ایک مثالی ڈاکٹر یا آئیڈیل ٹیچر کا رول کرنے میں کامیاب ہوتے ہیں۔ ہم سب جانتے ہیں یہ آسان اور سہل ہرگز نہیں۔

بعض لوگ خدمت کے میدانوں میں اُتر جاتے ہیں لیکن کتنے ہیں جو مدر ٹریسایا، عبدالستار ایدھی کی طرح کامیابی سے اپنا رول ادا کر لیتے ہیں۔

جس قدر کوئی مشکل اور دقیق رول آپ چنیں گے اسی قدر کامیابی کے چانسز کم اور دور تر ہوتے ہیں۔

ہم سب جانتے ہیں کہ تاریخ انسانیت میں چند درجن نہایت مختلف قسم کے نابغہ روزگار انسان گزرے ہیں۔ جو عرف عام میں اللہ تعالیٰ کے نبی اور رسول کہلاتے ہیں۔ نوح ، ابراہیم، اسماعیل، اسحاق، موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام اور ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم۔

سب سے مشکل اور پیچیدہ رول وہ ہے جو ان بلند پایہ اور اعلیٰ مرتبہ جلیل القدر انسانوں نے اپنی مختصر زندگیوں میں رقم کیا ہے۔ جب تک ہم ایک نہایت بلند علمی اخلاقی اور عملی ترقیات کی حد پار نہیں کرلیتے اور اپنے نفس اور شہوات اور خواہشات کو مکمل طور پر بلند تر آسمانی روشنی سے منور نہیں کر لیتے۔ ان جلیل القدر اور پاک بزرگوں کا رول ہم کہاں ادا کرسکتے ہیں؟

یہی وجہ ہے کہ جب تک دینی اور مذہبی پیشوا اور رہنما اپنے نبی متبوع کے ہم رنگ اور مشابہ نہ ہوں۔ یہ رول ادا کرنا ممکن نہیں ہے۔ ایک حد تک مشابہت اور مماثلت لازم ہے۔

یہی وہ بنیادی وجہ ہے کہ مذاہب کے مدعی اور علماء راہب اور پیشوا اپنے متبوع سے کوئی مشابہت نہ رکھنے کی وجہ سے محض ایک مکروہ اداکاری کرتے ہوئے آپ کو نظر آئیں گے، ایک ظاہری طمطراق، جبہ و دستار پگڑیوں اور عماموں کے سوا کچھ نہیں رکھتے۔ اور یہی وجہ ہے کہ ان کے سامنے سر دھننے والے ان گنت سامعین کسی حقیقی تبدیلی سے نہیں گزرتے بلکہ قصے کہانیاں سن کر اپنے خوشیوں کا سامان کرتے ہیں -

میرے آقا نے فرمایا تھا۔ ”علماء أمتي كأنبياء بني اسرائیل“

یعنی جس طرح انبیاء بنی اسرائیل اپنے نبی متبوع حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کامل نقش قدم پر چلے تھے اگر میری امت کے ایسے علماء ایسا کریں گے تو وہ بھی اپنے مراتب میں انبیاء بنی اسرائیل کی طرح ہوں گے - یہ ایک بہت بڑی خوش خبری تھی۔

گویا علماء کے مراتب نہایت بلند ہیں اگر وہ اپنے نبی متبوع صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر ہوں اور اپنے اعمال اور اخلاق میں یہ عظیم الشان مشابہت رکھتے ہوں۔ ورنہ آپ کو نہایت مکروہ اداکاری کے سوا کچھ نظر نہیں آئے گا اور اکثریت اپنی گندی زیست اور نقالی کی وجہ سے سور اور بندر نظر آئیں گے ۔

(قال رسول اللہ تَكُوْنُ فِيْ اُمَّتِيْ فَزْعَةٌ فَيَصِيْرُالنَّاسُ اِلَى عُلَمَاءِهِمْ فَاِذَا هُمْ قِرَدَةٌ وَ خَنَازِيْرُ)

مذہب اور خداتعالیٰ کی ذات سے دنیا والوں کو بدظن کرنے والے اور دنیا میں دہریت پھیلانے کے اصل ذمہ دار درحقیقت یہی مذہبی اداکار ہیں خواہ وہ مسلمانوں کے مذہب کے ایسے پیشوا ہوں یا یہودی عیسائی یا ہندی مذاہب کے پیشوا ہوں - کاش ہمارے نوجوان اس حقیقت کا ادراک حاصل کریں۔ سب سے بڑا دھرم سچ ہے۔

باسل احمد بشارت

# مقصد صیام حصول تقویٰ

ایک مومن جو بھی کام کرتا ہے اس کا بنیادی مقصد یہ ہوتا ہے کہ اس کا پیدا کرنے والا اور سب چاہنے والوں سے زیادہ خیال رکھنے والا، اس کا خالق و مالک اس سے راضی اور خوش ہو کر اسے اپنی رضا کی جنتوں کا وارث بنائے۔ روزہ اسلامی عبادات کا دوسرا اہم رکن ہے ۔ جس میں اس کی اصلاح اور قوت برداشت کی تربیت مد نظر ہوتی ہے۔سیدنا حضرت اقد س مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں۔

" جس دین میں مجاہدات نہ ہوں وہ دین ہمارے نزدیک کچھ نہیں"

(فتاویٰ احمدیہ صفحہ 183)

جس طرح دنیا کے موسموں میں بہار کے موسم کو ایک خاص اہمیت حاصل ہے اسی طرح روحانی دنیا میں رمضان کے مہینہ میں گویا بہار کی سی کیفیت ہوتی ہے۔ روزوں کا مقصد اخلاقی اور روحانی بیماروں کو دور کر کے ایک انسان کو صرف باخدا انسان بنانا مقصود ہے بلکہ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ اس کے ماننے والے ، اس سے پیار کرنے والے، اس کی محبت کے متلاشی ، اس ماہ مبارک کی برکت سے خدا نما وجود بن جائیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں ارشاد فرماتا ہے ۔ یٰۤاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا کُتِبَ عَلَیۡکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِکُمۡ لَعَلَّکُمۡ تَتَّقُوۡنَ ( البقرہ:184) اے وہ لوگ جو ایمان لائے ہو!تم پر روزے اسی طرح فرض کر دیئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تا کہ تم تقوی اختیار کرو۔

ماہ رمضان کی فضیلت بیان کرتے ہوئے حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں۔ ھُوَ شَھۡرٌ اَوَّلُہٗ رَحۡمَۃٌ وَّاَوۡسَطُہٗ مَغۡفِرَۃٌ وَّآخِرُہٗ عِتۡقٌ مِّنَ النَّارِ۔ یعنی وہ ایک ایسا مہینہ ہے جس کا ابتدائی عشرہ رحمت سے نجات دلانے والا ہے۔

( صحیح ابن خزیمہ کتاب الصیام ۔ باب فضائل شھر رمضان)

## سنو سنو!تمہارے پاس رمضان کا مہینہ چلا آتا ہے

اسی طرح ہمارے سید ومولیٰ حضور نبی پاک ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ ”سنو سنو ! تمہارے پاس رمضان کا مہینہ چلا آتا ہے۔یہ مہینہ مبارک مہینہ ہے اس کے روزے اللہ تعالیٰ نے تم پر فرض کر دیئے ہیں اس میں جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور سرکش شیطانوں کو جکڑ دیا جا تا ہے اور اس میں ایک رات ایسی مبارک ہے جو ہزار راتوں سے بہتر ہے جو اس کی برکت سے محروم رہا تو سمجھو کہ وہ نامرادر ہا۔“ (نسائی کتاب الصوم)

## روزہ صرف کھانے پینے سے رکنے کا نام نہیں

رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ روزہ صرف کھانے پینے سے رکنے کا نام نہیں بلکہ ہر قسم کی بیہودہ باتیں کرنے اورفحش بکنے سے رکنے کا مفہوم بھی اس میں شامل ہے ۔ پس اے روزہ دار !گر کوئی شخص تجھے گالی دے یا غصہ دلائے تو تو اسے کہہ دے کہ میں روزہ دار ہوں ۔ جو شخص روزہ دار ہونے کے باوجود گالی گلوچ کرتا ہے تو اس کا روزہ صرف بھوکا پیاسا رہنا ہے جس سے اسے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوگا۔ (دارمی بحوالہ مشکوۃ صفحہ 177)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

”رمضان شریف کے مہینہ کی بڑی بھاری تعلیم یہ ہے کہ کیسی ہی شدید ضرورتیں کیوں نہ ہوں مگر خدا کا ماننے والا خدا ہی کی رضا مندی کے لئے ان سب پر پانی پھیر دیتا ہے اور ان کی پرواہ نہیں کرتا۔ قرآن شریف روزہ کی اصل حقیقت اور فلاسفی کی طرف خوداشارہ فرماتا اور کہتا ہے کہ یٰۤاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا کُتِبَ عَلَیۡکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِکُمۡ لَعَلَّکُمۡ تَتَّقُوۡنَ۔ روزہ تمہارے لئے اس واسطے ہے کوتقویٰ سیکھنے کی تم کو عادت پڑ جائے۔ ایک روزہ دار خدا کے لئے ان تمام چیزوں کو ایک وقت ترک کرتا ہے جن کو شریعت نے حلال قراردیا ہے اور ان کے کھانے پینے کی اجازت دی ہے صرف اس لئے کہ اس وقت میرے مولیٰ کی اجازت نہیں تو یہ کیسے ممکن ہے کہ پھر وہی شخص ان چیزوں کو حاصل کرنے کی کوشش کرے جن کی شریعت نے مطلق اجازت نہیں دی۔ اور وہ حرام کھاوے، پیوے اور بدکاری اور شہوت کو پورا کرے۔“

(الحکم 24 جنوری 1904ء)

## رمضان کی وجہ تسمیہ

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام ماہ رمضان کی وجہ تسمیہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

”رمض سورج کی تپش کو کہتے ہیں ۔ رمضان میں چونکہ انسان اکل وشرب اور تمام جسمانی لذتوں پر صبر کرتا ہے ۔ دوسرے اللہ تعالیٰ کے احکام کے لئے ایک حرارت اور جوش پیدا کرتا ہے۔ روحانی اور جسمانی حرارت اور تپش مل کر رمضان ہوا۔ اہل لغت جو کہتے ہیں کہ گرمی کے مہینہ میں آیا اس لئے رمضان کہلایا ۔ میرے نزدیک درست نہیں ہے۔کیونکہ عرب کے لئے یہ خصوصیت نہیں ہوسکتی ۔ روحانی رمض سے مراد روحانی ذوق و شوق اور حرارت دینی ہوتی ہے ۔ رمض اس حرارت کو بھی کہتے ہیں جس سے پتھر گرم ہوجاتے ہیں۔“ (ملفوظات جلد اول صفحہ 136)

## روزہ کی حقیقت

امام الزمان علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں۔

” روز ہ اتنا ہی نہیں کہ انسان اس میں بھوکا پیاسا رہتا ہے۔ بلکہ اس کی ایک حقیقت اور اس کا اثر ہے جو تجربہ سے معلوم ہوتا ہے ۔ انسانی فطرت ہے کہ وہ جس قدر کم کھاتا ہے اسی قدر تزکیہ نفس ہوتا ہے اورکشفی قوتیں بڑھتی ہیں خدا تعالیٰ کا منشا اس سے یہ ہے کہ ایک غذا کوکم کرو اور دوسری کو بڑھاؤ۔ پس روزے سے یہی مطلب ہے کہ انسان ایک روٹی کو چھوڑ کر جو صرف جسم کی پرورش کرتی ہے دوسری روٹی حاصل کرے جوروح کی تسلی اور سیری کا باعث ہے۔“ (ملفوظات جلد پنجم صفحہ 102)

## رمضان برکتوں والا مہینہ ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہماری رہنمائی کرتے ہوئےفرماتے ہیں۔

”رمضان برکتوں والا مہینہ ہے ان لوگوں کے لئے جو خالص ہوکر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا چاہتے ہیں اور عبادت کرتے ہیں ۔ یہ برکتوں والا مہینہ ہے ان لوگوں کے لئے جو اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرتے ہوئے ہر اس نیکی کوبجالانے کی کوشش کرتے ہیں اور بجالاتے رہے ہوتے ہیں جس کے کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اور ہر اس برائی کوچھوڑ رہے ہوتے ہیں جس کو چھوڑنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ۔ بلکہ بعض جائز چیزوں کو بھی ایک خاص وقت کے لئے چھوڑ رہے ہوتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے چھوڑنے کا علم دیا ہے۔“

## تقویٰ کیا ہے ؟

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ روزوں کی فرضیت اور بعض چیزوں سے بھی پرہیز اس لئے ہے کہ تا کہ تم تقویٰ میں ترقی کرو اور تقوی کیا ہے؟ تقویٰ یہ ہے کہ گناہوں سے بچو گناہوں سے بچنے کی کوشش کرو اور اس طرح بچو جس طرح کسی ڈھال کے پیچھے چھپ کر بچا جا تا ہے اور انسان جب کسی چیز کے پیچھے چھپ کر بچنے کی کوشش کرتا ہے تو اس میں ایک خوف بھی ہوتا ہے ۔ جس حملے سے بچاجا رہا ہوتا ہے اس کے خوف کی وجہ سے وہ پیچھے چھپتاہے تو فرمایا کہ روزے رکھو اورروزے رکھنے کا جوحق ہے اس کو ادا کرتے ہوئےرکھوتو تقویٰ میں ترقی کروگے۔

## خدا تعالیٰ کو تمہیں بھوکا رکھنے کا کوئی شوق نہیں ہے

ایک روایت میں آیا ہے کہ خدا تعالیٰ کو تمہیں بھوکا رکھنے کا کوئی شوق نہیں ہے کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ تو کہتا ہے کہ تم نے جو غلطیاں اور گناہ کئے ہیں ان کے بدنتائج سے بچنے کے لئے میں نے ایک راستہ تمہارے لئے بنایا ہے تا کہ تم خالص ہو کر دوبارہ میری طرف آؤ اور ان روزوں میں رمضان میں روزہ رکھنے کا حق ادا کرتے ہوئے میری خاطرتم جائز باتوں سے بھی پرہیز کررہے ہوتے ہو اور تمہاری اس کوشش کی وجہ سے میں بھی تم پر رحمت کی نظر ڈالتا ہوں اور شیطان کو جکڑ دیتا ہوں تا کہ تم جس خوف کی وجہ سے روزہ رکھتے ہو اور روزہ رکھتے ہوئے اس ڈھال کے پیچھے آتے ہو، تقویٰ اختیار کرتے ہو تا کہ اس میں تم محفوظ رہو اور ہمیں شیطان کوئی نقصان نہ پہنچا سکے تو فرمایا کہ یہ تقو یٰ جوہے، یہ ڈھال جو ہے ، یہ شیطان کے حملوں سے اور گناہوں سے بچنے کی کوشش جو ہے ، یہ ہمارے روزے رکھنے کی وجہ سے تمہاری حفاظت کررہی ہے ۔ اس لئے ایک معاہدہ کر کے جب تم اس حفاظت کے حصار میں آ گئے ہو تو اب اس میں رہنے کی کوشش بھی کرنی ہے ۔ اب اس حصار کو ،اس تقویٰ کو اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرتے ہوئے مضبوط سے مضبوط تر کرتا ہے اور جو پہلے ہی نیکیوں پر قائم ہوتے ہیں وہ روزوں کی وجہ سے تقویٰ کے اور بھی اعلیٰ معیار حاصل کرتے چلے جاتے ہیں اور ترقی کرتے کرتے اللہ تعالیٰ کے انتہائی قرب پانے والے بنتے چلے جاتے ہیں ۔“

(الفضل 18ستمبر2008ء)

## قبولیت دعا کا خاص مہینہ

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

اس مہینہ میں قرآن شریف کی تلاوت کی طرف خاص توجہ دی جائے اور بہتر یہ ہے کہ قرآن مجید کے دو دور کئے جائیں ورنہ کم از کم ایک تو ضرور ہو اور ہر رحمت کی آیت پر خدائی رحمت طلب کی جائے اور ہر عذاب کی آیت پر استغفار کیا جائے۔ اس مہینہ میں دعاؤں اور ذکرالٰہی پر بھی بہت زور ہونا چاہئے اور دعا کے وقت دل میں یہ کیفیت پیدا کرنے کی کوشش کی جائے کہ ہم گویا خدا کے سامنے بیٹھے ہیں یعنی خدا ہمیں دیکھ رہا ہے اور ہم خدا کو دیکھ رہے ہیں ۔ دعاؤں میں اسلام اور احمدیت کی ترقی اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کی صحت اور درازی عمر اور سلسلہ کے مبلغوں اور کارکنوں اور قادیان کے درویشوں اور ان کے مقاصد کی کامیابی کو مقدم کیا جاوے۔ عمومی دعاؤں میں رَبَّنَاۤ اٰتِنَا فِی الدُّنۡیَا حَسَنَۃً وَّفِی الۡاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔بڑی عجیب و غریب دعا ہے اوراس کی تشیر کے لئے لَاۤ اِلٰہَ اِلَّاۤ اَنۡتَ سُبۡحٰنَکَ اِنِّیۡ کُنۡتُ مِنَ الظّٰلِمِیۡنَ۔ غیر معمولی تا ثیررکھتی ہے۔ اور استعانت باللہ کے لئے یَا حَیُّ یَا قَیُّوۡمُ بِرَحۡمَتِکَ نَسۡتَغِیۡثُ۔ کامیاب ترین دعاؤں میں سے ہے اور سورہ فاتحہ تو دعاؤں کی سرتاج ہے ۔ (روزنامہ الفضل 9مارچ 1960ء)

## روزہ کب رکھنا چاہئے

رمضان کے روزوں کے لئے حکم ہے کہ جب تک ماہ رمضان کا چاند نظر نہ آجائے روزہ نہ رکھو۔ یہ رویت نظری بھی ہوسکتی ہے اورعلمی بھی۔ رویت علمی کی دو صورتیں ہیں ۔ ایک یہ کہ شعبان کے پورے دن گزر چکے ہوں یا باتفاق علماء امت یا ایسا حسابی کیلنڈر بنایا جائے جس میں چاند نکلنے کا پورا پورا حساب ہو اور غلطی کا امکان نہ رہے۔

جو صبح سے پہلے روزہ کی نیت نہ کرے اس کا کوئی روزہ نہیں

جو روزہ رکھنے کا ارادہ رکھتا ہو اسے روزہ کی نیت ضرور کرنی چاہئے۔ حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ مَنۡ لَّمۡ یُجۡمِعِ الصَّوۡمَ قَبۡلَ الۡفَجۡرِ فَلَا صِیَامَ لَہٗ (ترمذی کتاب الصوم)جو پہلے روزہ کی نیت نہ کرے اس کا کوئی روز ہ نہیں ۔ یاد رہے کہ نیت کرنے کے لئے کوئی معین الفاظ زبان سے ادا کرنے ضروری نہیں ہیں ۔ بلکہ یہ دراصل دل کے اس ارادے کا نام ہے کہ کس کے لئے کھانا پینا چھوڑ رہا۔

لوگ روزہ افطار کرنے میں جلدی کرتے رہیں گے اس وقت تک خیر و برکت، بھلائی اور بہتری حاصل کرتے رہیں گے ۔

( بخاری باب تعجیل الافطار)

زرتشت منیر ۔ناروے

# 17 مئی ۔ناروے کا قومی دن(یوم آئین)

ناروے کا ملک برّاعظم یورپ اور سیکنڈے نیوین ممالک کے شمال مغرب میں واقع ہے اس ملک کے شمالی حصّہ سے قطب منجمد شمالی کا علاقہ شروع ہو جاتا ہے۔ناروے کے شمالی علاقے میں سورج چھ ماہ کے عرصہ میں غروب نہیں ہوتا ۔اس لئے اسے چھ ماہ دن اور چھ ماہ رات کی سرزمین بھی کہا جاتا ہے ۔شمالی ناروے کے مقام ’’نارتھ کیپ ‘‘ میں نصف شب کے سورج کا نظارہ کیا جا سکتا ہے ۔یہاں سردیاں بہت سخت ہوتی ہیں ۔موسم سرما کی تاریکی میں یہاں ناردرن لائٹس بھی دیکھی جا سکتی ہیں جو بہت دلکش منظر پیش کرتی ہیں ۔

اس ملک کی آبادی ساڑھے پانچ ملین ہے۔ مہاجرین میں سویڈن ،پولینڈ،فن لینڈ،عراق ، کردستان ،ایران اور پاکستان کے لوگ شامل ہیں ۔ملک کا کل رقبہ 385،207 مربع کلو میٹر ہے۔فن لینڈ اور سویڈن کے ساتھ سرحد ملتی ہے جبکہ سویڈن کے ساتھ سرحد بہت لمبی ہے ۔ناروے کا ساحلِ سمندر گرم خلیجی لہروں کی وجہ سے سال بھر کھلا رہتا ہے۔جبکہ اسی عرض بلد پر واقع دوسرے علاقوں کا سمندر منجمد رہتا ہے۔

یہاں مقتدرِ اعلیٰ تو بادشاہ ہے لیکن امورِ سلطنت وزیر اعظم،ان کی کابینہ اور پارلیمنٹ (ستورتنگ)چلاتی ہے۔سرکاری مذہب عیسائیت ہے۔بادشاہ کا نام ’’ہیرالڈ پنجم ‘‘جبکہ وزیر اعظم محترمہ ’’آرنے سولبرگ‘‘ ہیں ۔یہاں ایک مشہور قوم بھی بستی ہے جن کی اپنی علیحدہ زبان اور الگ کلچر ہے ان کی اپنی پارلیمنٹ اور حکومت ہے۔یہ قوم سویڈن اور فن لینڈ کے علاقے میں بھی پائی جاتی ہے یہ لوگ ’’سامی‘‘ کہلاتے ہیں۔

ناروے کا ملک اپنے خوبصورت قدرتی مناظر ،گہرے پانی،بلند سر سبز پہاڑ،چشمے ،آبشاروں اور گلیشیئرز کی وجہ سے دنیا بھر کے سیاحوں کی توجہ کا مرکز ہے ۔

## قومی دن

ہر سال 17 مئی کو ناروے کا قومی دن منایا جاتا ہے۔اسکولوں،دفاتر،اور تمام تجارتی اداروں میں اس دن سرکاری طور پر عام تعطیل ہوتی ہے۔ یہاں قومی دن کی تقریبات پوری دنیا سے نرالی اور انوکھی ہوتی ہیں۔ اس دن فوجی پریڈ، سلامی اور توپوں کی گھن گرج سنائی نہیں دیتی۔بلکہ اس روز ہنستے مسکراتے بچے نئے نویلے اور خوبصورت کپڑے پہنے، ہنستے گاتے اپنے اسکولوں کے ہمراہ قومی دن کے جلوس میں شریک ہوتے ہیں، پھر دن بھر وہ بچے اپنے دوستوں اور ہمجولیوں کے ہمراہ اس دن کی خوشیاں مناتے ہیں۔

خوشی اور گرم جوشی کا یہ اظہار محض بچوں کی حد تک نہیں ہے اس روز چھوٹے، بڑے، جوان اور بوڑھے یکساں مسرت اور جوش وخروش سے اس دن کی تقریبات میں شریک ہوتے ہیں۔ جو بچے جلوس میں شامل نہیں ہوتے ، ان کے والدین خاص طور پر انہیں تیار کرکے شہر لے جاتے ہیں۔ طرح طرح کے باجے کھلونے اور کھانے پینے کی اشیاء انہیں خرید کر دیتے ہیں۔سرکاری عمارات کے علاوہ گھروں پر بھی نارویجن جھنڈے اور جھنڈیاں لہرائی جاتی ہیں ۔رات کو کم و بیش ہر گھر پر خوبصورت چراغاں کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

ناروے میں قومی دن کو اس تنوع اور جوش سے منانے کی وجہ سے ہی باہر سے آنے والوں کے لئے اس کا تجربہ مسحور کن ہوتا ہے۔ متعدد ملکوں سے سیاح خاص طور سے اس دن کا مشاہدہ کرنے کے لئے یہاں آتے ہیں۔ اس ملک میں موجود غیر ملکی سفیر، تجارتی نمائندے اور دیگر لوگ بھی 17 مئی کی تقریبات کو دیکھ کر حیران ہوتے ہیں۔ ناروے دنیا کا واحد ملک ہے جہاں قومی دن کے موقع پر نغمے بکھیرے جاتے ہیں اور بچے اس دن کو منانے میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔

اس دن جلوسوں کی رپورٹنگ کے لئے سارا دن ٹیلی ویژن اور ریڈیو پر پروگرام نشر ہوتے ہیں اور ان کے شرکاء تاریخی اور سماجی وثقافتی حوالوں سے اس دن کی اہمیت اور قدر وقیمت کو اجاگر کرتے ہیں۔یہ دن اس ملک میں آباد سب لوگوں کے لئےبہت اہمیت کا حامل ہے۔ اسکولوں کے بچے 17 مئی کے جلوس میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں ۔ تارکین وطن بچے بھی اس جلوس کا اہم حصہ ہوتے ہیں اور دیگر بچوں کی طرح ہی جوش وخروش سے اس موقع پر شریک ہوتے ہیں اور خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔

17 مئی کا قومی دن 1814ء کے ’’یوم آئین ‘‘کے حوالے سے منایا جاتا ہے۔ اس تاریخی دن اوسلو سے 50 کلومیٹر دور آئید سوول (Eidsvàl) کے مقام پر ملک ناروے کے نمائندوں نے کئی ہفتے کی بحث و تمحیص اور غورو فکر کے بعد ناروے کا آئین منظور کیا تھا۔ یہ دستاویز ایک خودمختار ناروے کے حصول کے لئے تیار کی گئی تھی۔

ناروے اس وقت ڈنمارک کے ماتحت تھا۔اسی سال جنوری میں ڈنمارک نے ناروے کو سویڈن کے حوالے کردیا تھا اور اس طرح ناروے سویڈن کے ساتھ یونین کا حصہ بن گیا۔

17 مئی 1814ء کا آئین اس یونین کو مسترد کرنے کے لئے تیار کیاگیا تھا جسے ملک کے ہر طبقے کی بلاتفریق حمایت حاصل تھی۔ اس مطالبہ کے پیش نظر اسی سال ناروے اور سویڈن کے درمیان جنگ بھی ہوئی۔

4 نومبر 1814ءکو ناروے کو سویڈن کی یونین کا باقاعدہ حصہ بنادیاگیا۔ البتہ سویڈن کا بادشاہ اس بات پر راضی ہوگیا کہ ناروے اپنے معاملات میں خود مختار ہوگا اور سویڈن کے ساتھ اس کا الحاق محض رسمی ہوگا۔ اس کے نتیجہ میں دونوں ملک سویڈن کے بادشاہ کارل یوہان کے ماتحت ایک متحدہ مملکت قرار پائے۔ امور خارجہ بہرحال سویڈن کے اختیار میں رہے۔

ناروے کے لوگوں کو یہ انتظام قبول نہیں تھا اور انہوں نے اس یونین کے خلاف اپنی جدوجہد جاری رکھی۔ اور کسی نہ کسی طور سے ہر سال 17 مئی کے دن خودمختاری کے حوالے سے مظاہروں کا اہتمام عمل میں آنے لگا۔ سویڈن کے بادشاہ کارل یوہان نے 1828ءمیں 17 مئی کا دن منانے پر پابندی لگادی۔ لیکن 1829ءمیں ایک ایسا واقعہ ہوُا کہ ناروے کے لوگوں نے اس پابندی کو مسترد کر دیا اور مکمل خودمختاری کی آواز کو بلند کرنا شروع کردیا۔

ہوا یوں کہ 17 مئی 1829ء کو Constitution نامی ایک جہاز اوسلو( جو ان دنوں کرسٹیانیا کہلاتا تھا)کی بندرگاہ پر لنگر انداز ہوا۔ ساحل پر موجود لوگوں نے اپنے’’ یوم آئین‘‘ پر اس نام کے جہاز کو ناروے میں داخل ہوتے دیکھا تو انہوں نے بے اختیار آزادی کے حق میں نعرے لگانے شروع کردئے۔تھوڑی ہی دیر بعد سینکڑوں لوگوں کا مجمع ستورتنگ (پارلیمنٹ) کے باہر جمع ہوگیا۔ حکومت کی طرف سے انہیں منتشر کرنے کے لئے طاقت استعمال کی گئی اور فوجی دستوں کی مدد سے رات گئے تک لوگوں کو منتشر کیاگیا۔کچھ لوگ گرفتار ہو اور بیشتر زخمی ہوئے۔

ناروے کامشہور ادیب’’ ہینرک ورگے لاند‘‘ اس وقت طالب علم تھا اور وہ اس عوامی احتجاج کا عینی شاہد تھا۔ اس نے اس واقعہ کے بعد نوجوان طالب علموں کو جمع کرکے خودمختاری کے لئے باقاعدہ ایک مہم کا آغاز کیا۔ انیسویں صدی کے آخر میں یہ قیادت ناروے کےایک ممتاز شاعر کے ہاتھ میں آگئی۔ اسکول کے بچوں کا پہلا باقاعدہ جلوس اوسلو میں 1870ء میں نکالاگیا اور اس میں صرف لڑکے شامل تھے۔ پہلے جلوس میں صرف 1200 لڑکے شریک ہوئے تھے۔

1889ءسے آزادی کے اس جلوس میں لڑکیا ں بھی شامل ہونا شروع ہوئیں۔ اس پرامن اور مسلسل مطالبات اور جدوجہد کے نتیجے میں 7 جون 1905 کو ناروے سویڈن سے علیحدگی حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا اور اس طرح ناروے ایک خودمختار ملک کے طور پر دنیا کے نقشہ پر ابھرا۔

1906ءسے ناروے کا شاہی خاندان مسلسل ہر سال 17 مئی کو اوسلو میں اپنے محل کی بالکونی سے بچوں کے جلوس کا استقبال کرتا ہے۔بچے جو رنگ برنگے خوبصورت لباس میں ملبوس ہوتے ہیں۔ وہ بادشاہ کو سلامی دیتے ہوئے گزرتے ہیں۔

قدیم زمانے میں ناروے ایک آزاد مملکت کی حیثیت رکھتا تھا۔ لیکن 1319ءمیں اسے سویڈن کے ساتھ شامل کرلیاگیا۔ 1380ء میں اسے ڈنمارک کا حصہ بنا دیا گیا۔ ساڑھے چار سو سال بعد 1814ءمیں ڈنمارک نے ناروے کو پھر واپس سویڈن کے حوالے کردیا اور بالآخر 1905ء میں ناروے نے سویڈن سے علیحدگی اختیار کرکے اپنی آزادی اور خود مختاری کا باقاعدہ اعلان کیا۔

جدید ناروے میں 17 مئی کے دن کو اب کثیر الثقافتی معاشرے کی علامت کی حیثیت بھی حاصل ہوگئی ہے۔اس دن تمام قومیتوں کے لوگ بڑے جوش وخروش کے ساتھ اس دن کی تقریبات میں حصہ لیتے ہیں۔نارویجن خواتین اور مرد اپنے روایتی خوبصورت قومی اور علاقائی لباس زیب تن کرتے ہیں ۔ہر طرف ایک عید کا سا سماں ہوتا ہے۔امسال کرونا وائرس کے پھیلاؤ کو روکنے کی وجہ سے جلوس اوربڑی بڑی تقریبات کو منسوخ کر دیا گیا ہے۔ ایسا ناروے کی تاریخ میں پہلی دفعہ ہوا ہے ۔اس سے قبل دو دفعہ جلوس کا پروگرام بعض ناگزیر حالات کی وجہ سے ملتوی کرنا پڑا تھا۔

ناروے میں سرکاری مذہب عیسائیت ہونے کے باوجود دیگر مذاہب کو تبلیغ اور عبادت کی مکمل آزادی ہے۔چنانچہ بدھ مت اور ہندو مت والوں نے اپنے اپنے ٹمپل تعمیر کر رکھے ہیں جہاں وہ آزادی کے ساتھ اپنے عقیدہ کے مطابق عبادت کرتے ہیں۔مسلمانوں نے بھی مساجد تعمیر کی ہیں جہاں پاکستان سے آئے ہوئے ملّاں نفرت انگیز تقاریر کرتے ہیں ۔صرف ایک فرقہ ایسا ہے جو وطن سے محبت کے تقاضے پورا کرتے ہوئے ہر آنے والی آزمائش میں اولو الامر حکومت کے ساتھ مکمل تعاون کرتا ہے۔اور امن کی ترویج و تبلیغ میں کوشاں ہے۔یہ فرقہ جماعت احمدیہ ہے ۔جماعت نے یہاں ایک خوبصورت مسجد’’بیت النصر‘‘ تعمیر کی ہے جس کا افتتاح ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے 2011 میں فرمایا تھا۔دعا ہے اللہ تعالیٰ اس ملک کے عوام کو اپنے خالق اورخاتم النبیین حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی پیشگوئیوں کے مطابق آنے والے امام مہدی علیہ السلام کو پہچاننے کی توفیق عطا کرے۔آمین۔

پروفیسر مجید احمد بشیر

# ارضی و سماوی (خلائی) مخلوق کے آپس میں ملائے جانے کی پیشگوئی
# اجرام فلکیہ میں آبادیوں کے متعلق قرآنی شہادت

’’خدا تعالیٰ زمین اور آسمانوں کی مخلوق کو ملانے پر قادر ہے‘‘

ابھی چند روز قبل ایک مضمون نظر سے گزرا کہ ناسا امریکہ کے سائنسدانوں نے اپنے ایک خلائی جہاز Kepler Spacecraft جو کہ دراصل ایک دوربین ہے یا ایک خلائی درسگاہ ہے جس کو ہمارے نظام شمسی کے علاوہ سیاروں کے ڈھونڈنے کے لئے مقرر کیا گیا تھا، اس سے بھیجے جانے والے مواد سے کسی دوسرے نظام شمسی میں ہماری زمین جیسے اور اس کے برابر ایسے سیارے exoplanet کا پتہ لگایا ہے جس پر زندگی کے آثار یا زندگی کی موجودگی کی حمایت میں کچھ معلومات ملی ہیں۔ گو ناسا نے اپنے اس خلائی مشن کو نومبر 2018ء میں ختم کر دیا تھا لیکن اس سے ابھی بھی حیران کن دریافتوں کا سلسلہ جاری ہے۔

اس سیارہ کو کیپلر۔1649c کا نام دیا گیا ہے جو کہ ہمارے سورج کی نسبت نسبتًا ٹھنڈے اور سُکڑتے ہوئے ستارے (red dwarf star) کے گرد گھومتا ہے جو کہ زمین سے 300 نوری سال کی دوری پر ہے۔ اور یہ اپنے مدار میں اپنے سورج کے گرد 19.5 زمینی دنوں میں اپنا چکر مکمل کر لیتا ہے۔ چنانچہ سائنس دانوں کے مطابق یہ اس اجنبی سیارے کی بالکل صحیح رفتار ہے اور اس کی سطح پر مائع پانی کا ہونا ممکنات میں ہے لٰہذا یہ قابل رہائش علاقہ تصور کیا جا سکتا ہے ۔یہ ایک علیحدہ ،انتہائی دلچسپ اور لمبا مضمون ہے۔

اس تناظر میں آج کے اس مضمون کا تعلق اس امر سے ہے کہ کیا اجرام فلکیہ میں آبادیوں کے متعلق قرآنی شہادت موجود ہے؟

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ

وَمِنۡ اٰیٰتِہٖ خَلۡقُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَمَا بَثَّ فِیۡہِمَا مِنۡ دَآبَّۃٍ ؕ وَھُوَ عَلٰی جَمۡعِہِمۡ اِذَا یَشَآءُ قَدِیۡرٌ۔ ( الشوریٰ: 30)

ترجمہ: اور اس کے نشانات میں سے آسمانوں اور زمین کی پیدائش ہے اور جو اس نے ان دونوں میں چلنے پھرنے والے جاندار پھیلا دیئے اور وہ انہیں اکٹھا کرنے پر خوب قادر ہے جب وہ چاہے گا۔

کیا خلائی مخلوق نے کبھی ہماری زمین کا سفر کیا ہے؟ کیا خدا کی مخلوق ہماری زمین سے باہر بھی پائی جا سکتی ہے؟ اگر ایسا ہے تو کیا وہ بھی اسی خدا کو مانتے ہیں جس کو ہم اس زمین پر مانتے ہیں؟ کیا خدا تعالیٰ جو اس کائنات کا خالق ہے اس مخلوق کو اپنے گناہوں کے کفارہ کا موقع دے گا؟

کیا وہاں پر بھی ایک عیسیٰ ہو گا جو ان کے گناہوں کا کفارہ بنے گا۔ جب کہ بائبل کا دعویٰ ہے کہ یہ واقعہ صرف زمین پر بسنے والے انسانوں کے لئے مختص تھا۔ کیا ہر دنیا کا خدا ایک ہی ہے؟

تو اتنی ساری دنیاؤں اور ان کے اتنے ہی خداؤں کا مسئلہ حل طلب ہے۔ بعض تو اس یقین سے پُر ہیں کہ ہماری زمین پر موجود مذاہب میں خلائی مخلوق کے خداؤں کے لئے کوئی گنجائش نہیں ہے۔ ایک بین الاقوامی شہرت یافتہ ماہر فلکیات کارل ساگان Carl Sagan اپنی کتاب کاسموس Cosmos (جو کہ آج کل آؤٹ آف پرنٹ ہے) میں لکھا ہے کہ سردست کہیں اور اَن گنت دنیائیں آباد ہیں اور ہر دنیا کا اپنا ہی خدا ہے۔ جو کہ اپنی ہی دنیا کے بارہ میں سوچتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ بندے خدا تعالیٰ کی ضرورت نہیں بلکہ خدا تعالیٰ بندوں کی ضرورت ہے۔

اکیسویں صدی میں خلائی زندگی کے بارہ میں بحث باقاعدہ سائنس کی شکل اختیار کر گئی ہے۔ اور پچھلے چند سالوں میں ماہرین فلکیات کے ستاروں کے گرد سیاروں کی دریافت کے باعث مستقبل قریب میں زمین کے علاوہ زندگی کے آثار پانے کی توقع کی جا سکتی ہے۔ اور یقیناً خلائی زندگی کے بارہ میں یہ دریافت بہت کچھ بلکہ ہو سکتا ہے کہ سب کچھ بدل کر رکھ دے گی اور یہ زمین پر پائے جانے والے کئی مذاہب کے لئے چیلنج کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس بارہ میں ماضی قریب میں ایک پرائیویٹ فرم SETI (The Search for Extra-Terrestrial Intelligence) سائنس کے دائرہ میں ہی رہ کر کام کر رہی ہے لیکن اس کے نتائج صرف بیالوجی اور فزکس تک محدود نہیں رہے۔

یہ سوال عام طور پر اٹھایا جا رہا ہے کون سا مذہب آسانی سے اس تبدیلی کو اپنانے کی صلاحیت رکھتا ہے؟ واضح ہو کہ اسلام ہی ایسا مذہب ہے جو اس کا حل پیش کرتا ہے۔ جس کا دعویٰ ہے کہ

ھُوَ الَّذِیۡۤ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَہٗ بِالۡہُدٰی وَدِیۡنِ الۡحَقِّ لِیُظۡہِرَہٗ عَلَی الدِّیۡنِ کُلِّہٖ وَلَوۡ کَرِہَ الۡمُشۡرِکُوۡنَ۔ (الصف:10)

ترجمہ: وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ وہ اُسے دین (کے ہر شعبہ) پر بکلّی غالب کردے خواہ مشرک بُرا منائیں۔

اس آیت میں آنحضرت ﷺ کے عالمی نبی ہونے کا وضاحت سے ذکر موجود ہے آنحضرت ﷺ عالمی نبی ہیں۔ آپ کسی ایک دین کے ماننے والوں کی طرف مبعوث نہیں ہوئے بلکہ تمام جہانوں میں ظاہر ہونے والے ہر دین کے پیرو کاروں کے لئے مبعوث فرمائے گئے ہیں اور ان پر غلبہ پائیں گے۔

(قرآن کریم اردو ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فٹ نوٹ نمبر 3 صفحہ 1026)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’یہ قرآن شریف میں ایک عظیم الشان پیشگوئی ہے جس کی نسبت علماء محققین کا اتفاق ہے کہ یہ مسیح موعود کے ہاتھ پر پوری ہو گی۔‘‘ (تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 232)

قرآن کریم کا تو آغاز ہی اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ۔ (الفاتحہ:2) سے ہوتا ہے۔ یہاں رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ کہہ کر یہ بتا دیا کہ ہماری دنیا کے علاوہ اور بھی دنیائیں آباد ہیں جن سب کا رب اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ لیکن یہ کتنی ہیں؟ اس کا جواب بھی قرآن کریم میں موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَمَا یَعۡلَمُ جُنُوۡدَ رَبِّکَ اِلَّا ھُوَ۔ (المدثر:32 ) کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی اس کی مخلوق کا پُورا علم نہیں رکھتا۔ وہی ہے جو اپنے لشکروں کی صحیح تعداد کو جانتا ہے۔

اسی طرح سورۃ المعارج کی آیات 41۔42 میں بھی یہ حیرت انگیز نقطۂ بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بات پر پوری طرح قادر ہے کہ اگر وہ چاہے تو انسانوں سے بہتر مخلوق اس دنیا میں لے آئے۔

(تفسیری نوٹ آیت المعارج:41۔42 بحوالہ قرآن کریم اردو ترجمہ از حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابعؒ صفحہ 1076)

اس وقت تک خلائی زندگی کا وجود محض خیالی ہے کیونکہ ابھی تک کسی بھی سیارے پر اس کا ثبوت نہیں مل سکا۔ گو سائنسدان اس کے قائل ضرور ہوتے جا رہے ہیں ۔لیکن وہ اس بات کے قائل ہیں کہ اگر غیر ارضی وجود موجود ہے تو پھر وہ بھی کائنات میں مختلف جگہوں پر اپنے اپنے طور پر ایک دوسرے سے آزادانہ ارتقائی مراحل طے کرتے چلے جا رہے ہیں۔

بلکہ کارل ساگان کے مطابق خلائی مہم کے نتیجہ میں براہ راست بہت سے فلسفیانہ اور مذہبی سوالوں نے جنم لیا ہے۔ اس لئے اس امر کو دیکھنے کی ضرورت ہے کہ کیا ہمارے عقائد اس نئی مخلوق کو اپنے اندر سمو سکتے ہیں۔ یا یہ کہ کہیں یہ ہمارے عقائد کی بنیادیں ہی نہ ہلا دیں۔

کائنات کے بارہ میں قرآنی نظریہ پرانے زمانہ کے فلاسفروں اور دانش مندوں کے نظریہ سے بالکل مختلف ہے۔ قرآن کے نزول کے وقت فلکیات کے بارہ میں دنیا یونانی علم سے متاثر تھی۔ نکولس کاپرنیکس کے زمانہ تک دنیا میں یہی علم رائج رہا۔ یا دنیا اسی علم کے زیراثر رہی۔ ان کے خیال میں زمین چپٹی اور بالکل ساکن خیال کی جاتی تھی۔نہ تو یہ اپنے محور کے گرد اور نہ ہی کسی اور سیارے کے گرد گھومتی تھی۔ بلکہ آسمان اس کے گرد گھومتا تھا۔ دوسرے یہ کہ اس کی خلاء میں اپنی ایک مخصوص حیثیت اور پوزیشن تھی اور خلا میں کہیں بھی اس جیسی کسی اور زمین کا کوئی وجود نہیں تھا۔

ظاہر ہے کہ کائنات کے اس تصور کے ساتھ زمین کے علاوہ کہیں اور زندگی کے وجود کا امکان ناممکن نظر آتا ہے۔ اس وقت لوگوں کے خیال میں صرف زمین ہی رہنے کے قابل جگہ تھی۔ لیکن اس کے برعکس قرآن کریم ایک سے زیادہ زمینوں کے بارہ میں اعلان کرتا ہے:

اَللّٰہُ الَّذِیۡ خَلَقَ سَبۡعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الۡاَرۡضِ مِثۡلَہُنَّ۔ (الطلاق:13)

ترجمہ: اللہ وہ ہے جس نے سات آسمان پیدا کئے اور زمینوں میں سے بھی اُن کی طرح ہی۔

( اردو ترجمہ از حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

سات کا ہندسہ (جو کہ ایک مکمل ہندسہ ہے) قرآن کریم کی اس آیت میں اور کئی اور جگہوں پر خصوصی طور پر استعمال ہوا ہے۔ یہاں اس کا مطلب یہ بھی ہے کہ یہ کائنات کئی جہانوں (galaxies) پر مشتمل ہے اور ہر جہاں سات حصوں میں منقسم ہے جس میں سے ہر حصہ کی کم از کم اپنی ایک زمین ہے اور اس گلیکسی کا سارا نظام اس کی مدد پر متعین ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں کہ سات کے عدد سے مراد ایسا عدد ہے جو بار بار دہرایا جاتا ہے جیسا کہ ہفتہ ہر سات دن بعد دہرایا جاتا ہے۔

(تفسیری نوٹ آیت المومنون:18 بحوالہ قرآن کریم اردو ترجمہ از حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابعؒ )

اس سے مراد اَن گنت جہان بھی ہو سکتے ہیں۔ قرآن کریم اس نظام کے حوالے سے عموماً اور خلا میں زندگی کی موجودگی کے بارہ میں خصوصاً فرماتا ہے:

وَمِنۡ اٰیٰتِہٖ خَلۡقُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَمَا بَثَّ فِیۡہِمَا مِنۡ دَآبَّۃٍ۔ (الشوریٰ:30)

ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ :اور اس کے نشانات میں سے آسمانوں اور زمین کی پیدائش ہے اور جو اس نے ان دونوں میں چلنے پھرنے والے جاندار پھیلا دیئے۔

یہاں دَآبَّۃٍ سے مراد زمین پر رینگنے والے اور چلنے والے تمام جاندار مراد ہیں ۔ہاں ہوا میں اڑنے والے اور پانی میں رہنے والے جانور اس میں شامل نہیں ہیں۔ روحانی مخلوق بھی ، فرشتے بھی اس مخلوق میں شامل نہیں۔ آیت کے دوسرے حصہ میں نہ صرف خلا میں زندگی کا امکان ظاہر کیا گیا ہے بلکہ واضح طور پر اس کی موجودگی کا اعلان کیا گیا ہے۔ یہ وہ دعویٰ ہے جس کے بارہ میں دور حاضر کے جدید ترین سائنسی محققین بھی یقین کے ساتھ کچھ نہیں کہہ سکتے۔

اس وقت تو انسان حیرت کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈوب کر رہ جاتا ہے جب اس آیت کے آخری حصہ پر پہنچتا ہے کہ

وَھُوَ عَلٰی جَمۡعِہِمۡ اِذَا یَشَآءُ قَدِیۡرٌ۔ (الشوریٰ: 30)

ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ :اور وہ انہیں اکٹھا کرنے پر خوب قادر ہے جب وہ چاہے گا ۔

عربی میں جَمۡعِہِمۡ خاص طور پر ارضی زندگی اور دنیا میں کہیں اور موجود زندگی کو ملانے کے بارے میں استعمال کیا گیا ہے۔ یہ نہیں بتایا گیا کہ یہ ملاپ کب، کیسے اور کہاں ہوگا ۔ اور نہ ہی یہ بتایا گیا ہے کہ یہ اسی زمین پر ہی ہو گا یا کہیں اور؟ ایک بات تو یقینی طور پر بیان کی گئی ہے کہ یہ واقعہ اس وقت ہو گا جب اللہ چاہے گا۔ یہ بھی یاد رہے کہ یہاں لفظ جَمۡعَ سے مراد جسمانی ملاپ بھی ہو سکتاہے اور مواصلاتی رابطہ بھی۔ یہ تو مستقبل ہی بتائے گا کہ یہ رابطہ کب اور کہاں ہو گا لیکن اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اس واقعہ کے متعلق تقریباًچودہ سو سال قبل کیا گیا دعویٰ بذات خود

DAILY LONDON ALFAZL ONLINE
www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
Google play
اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
0044 74 9378 5065
0044 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ایک معجزہ سے کم نہیں۔

قرآن مجید نے یہ پیشگوئی اس وقت کی تھی جب کہ علم کائنات Cosmology کا تصور بھی نہیں تھا۔ خلاء میں زندگی کے امکان پر غور و فکر سے قبل خیالی تصورات کا ایک لمبا زمانہ تھا۔درحقیقت آج بھی ایسے دعوؤں کا ذکر صرف سائنسی افسانوں میں ملتاہے۔سائنسدان خلا میں زندگی کے بارہ میں ابھی تک اپنے پُرانے نظریات سے نجات نہیں پا سکے۔ ابھی تک اس بارہ میں کوئی حتمی ثبوت نہیں ملا۔ سائنسدان ابھی تک اتفاقات کی باتیں کرتے ہیں۔

گلاسگو یونیورسٹی کے پروفیسر رائے (Prof Roy) اس میدان میں ایک مشہور اور سرگرم سائنسدان ہیں۔ لکھتے ہیں:

’’خلائی زندگی کے مسئلہ پر مختلف بین الاقوامی کانفرنسز میں اس سوال پر بحث ہوئی ہے اور واضح ہو گیا ہے کہ نہ صرف یہ ممکن ہے کہ ہم خلائی مخلوق کے بھجوائے ہوئے سگنل کو پہچان سکتے ہیں بلکہ ان سے مواصلاتی رابطہ اور معلومات کا تبادلہ بھی کر سکتے ہیں۔‘‘

( ROY, A. E., CLARKE, D. (1989) Astronomy: Structure of the Universe. Adam Hilger Ltd., Bristol, p.270)

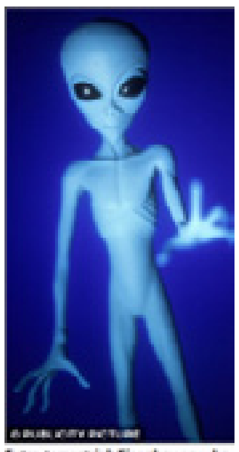

Extra-terrestrial: Eisenhower, who was president from 1953 to 1961, is known to have had a strong belief in life on other planets

لیکن ہر کوئی ڈاکٹر رائے کے اس مضمون پر ان کے جوش و خروش سے متفق نہیں ہے۔ مثلاً ٹیولین یونیورسٹی ۔ Tulane University, New Orleans سےڈاکٹر فرینک ٹپلر Dr. Frank Tiplerاس خیال سے بالکل متفق نہیں اور خلائی زندگی پر یقین نہیں رکھتے۔

(TIPLER, F. (November, 1991) Alien Life. Nature: 354:334–335)

اس تمام مخالفت کے باوجود سائنسدانوں کا یہ خواب کسی حد تک حقیقت کا روپ دھار رہا ہے۔ امریکی خلائی ادارے ناسا (NASA) نے اس پر بڑی تیزی سے کام کیا ہے۔ بین الاقوامی شہرت کے مالک پروفیسر ساگان جیسے سائنسدان بھی اس خیال کے حامی ہیں۔

( Mc KIE, R. (September, 1985) Calling Outer Space: Is Anybody There? Readers Digest: 31–35)

کیا یہ حیران کن نہیں کہ چودہ سو سال قبل قرآن کی پیشگوئی آج ایک ممکنہ حقیقت بنتی چلی جا رہی ہے۔ قرآن تو ایک قدم اور آگے ہے کہ ایک دن انسان خلائی مخلوق سے تعلق پیدا کر لے گا ۔ اگرچہ اس وقت تک اس قرآنی پیشگوئی سے مکمل شعور تو حاصل نہیں ہوُا مگر اس کے ظہور کے اشارے افق پر صاف نظر آ رہے ہیں۔

اور یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ قرآنی پیشگوئیاں انسانی سائنسی ترقی سے بہت آگے ہیں۔ ہر نیا دور مزید پیشگوئیوں پر شاہد بن کرآتا ہے جن کی پچھلا زمانہ کسی بھی طریق سے تصدیق نہیں کر پاتا۔پس یہ حقیقت ہے کہ قرآنی پیشگوئیاں بنیادی طور پر ان سائنسی پیشگوئیوں سے مختلف ہیں جن کا تعلق صرف افسانوں سے ہے۔

بہرحال قرآن مجید کا اعلان ہے کہ زمینوں اور آسمانوں میں ہر جگہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح ہوتی ہے۔ جیسا کہ فرمایایُسَبِّحُ لَہٗ مَافِی السَّمَاوَاتِ وَالۡاَرۡضِ وَھُوَالۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ۔(الحشر:25)یعنی آسمانوں اور زمین کی ہر چیز خدائے عزیزو حکیم کی تسبیح کرتی ہے۔پھر فرمایا وَلَہُ الۡحَمۡدُ فِی السَّمَاوَاتِ وَالۡاَرۡضِ وَعَشِیًّا وَحِینَ تُظۡھِرُونَ۔ (الروم: 19) یعنی اور سب تعریف اُسی کی ہے آسمانوں میں بھی اور زمین میں بھی، اور رات کو بھی اور اس وقت بھی جب تم دوپہر گزارتے ہو ۔اسی طرح فرمایا وَھُوَالَّذِی فِی السَّمَاءِ إِلَٰہٌ وَفِی الۡاَرۡضِ إِلَٰہٌ وَھُوَالۡحَکِیمُ الۡعَلِیمُ ۔(الزخرف:85) ترجمہ۔ اور وہی ہے جو آسمان میں معبود ہے اور زمین میں بھی معبود ہے اور وہی بہت حکمت والا (اور) دائمی علم رکھنے والا ہے۔ایسی بیسیوں آیات قرآن مجید میں ہیں جو مومن کی نگاہ کو زمین سے اٹھا کر آسمانوں کی بلندی پر لے جاتی ہیں۔ قرآن نے اسے توجہ دلائی ہے کہ وہ زمین کے علاوہ آسمانوں کے رموز و اسرار کی کنہ تک پہنچے۔ جیسا کہ فرمایا اَلَّذِینَ یَذۡکُرُونَ اللّٰہَ قِیَامًا وَقُعُودًا وَعَلَی جُنُوبِھِمۡ وَیَتَفَکَّرُونَ فِی خَلۡقِ السَّمَاوَاتِ وَالۡاَرۡضِ رَبَّنَا مَا خَلَقۡتَ ھَذَا بَاطِلًا سُبۡحَانَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ (آل عمران:192) ترجمہ۔ وہ لوگ جو اللہ کو یاد کرتے ہیں کھڑے ہوئے بھی اور بیٹھے ہوئے بھی اور اپنے پہلوؤں کے بل بھی اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غوروفکر کرتے رہتے ہیں (اور بے ساختہ کہتے ہیں) اے ہمارے ربّ! تُو نے ہرگز یہ بے مقصد پیدا نہیں کیا پاک ہے تُو پس ہمیں آگ کے عذاب سے بچا ۔

اور ساتھ ہی یہ بھی فرما دیا کہ إِنَّ فِی اخۡتِلَافِ اللَّیۡلِ وَالنَّھَارِ وَمَا خَلَقَ اللّٰہُ فِی السَّمَاوَاتِ وَالۡاَرۡضِ لَآیَاتٍ لِقَوۡمٍ یَتَّقُونَ ۔ (یونس: 7) ترجمہ۔ یقیناً رات اور دن کے اَدلنے بدلنے میں اور اس میں جو اللہ نے آسمانوں اور زمین میں پیدا کیا ایک تقویٰ کرنے والی قوم کے لئے بہت سے نشانات ہیں ۔

وہ قارئین جو اس مضمون میں دلچسپی رکھتے ہیں وہ درج ذیل چند قرآنی آیات کا مطالعہ کر سکتے ہی جن سے صاف طور پر مترشح ہوتا ہے کہ زمین کے علاوہ آسمانی اجرام میں بھی اللہ تعالیٰ کی با شعور مخلوق موجود ہے اور اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تحمید میں مصروف ہے۔ مثلا؛سورۃ النحل:50، سورۃ الانبیاء:20،سورۃ آل عمران:84 ، سورۃ الاسراء:45،سورۃ الرعد:16، سورۃ یونس:67، سورۃ الحج:19، سورۃ المومنون:72، سورۃ النور:42۔43، سورۃ الروم:27،سورۃ الفتح:5 ، سورۃ الجاثیہ 37۔38، سورۃ الرحمٰن:30، سورۃ الزمر:69 ، سورۃ الاعراف:186، سورۃ نوح: 16۔17، سورۃ النازعات 28۔30، سورۃ التکویر:11۔12، سورۃ الرحمٰن:34، سورۃ الشوریٰ:30

ان آیات پر غور کرنے سے معلوم ہو جاتا ہے کہ آسمانی اجرام میں بھی اللہ تعالیٰ نے مخلوقات پیدا کر رکھی ہے اور وہاں پر بھی خدائی نظام جاری ہے جس کے تحت اس کی تسبیح و تحمید ہوتی ہے۔ اور اس وقت جب اللہ چاہے گا ایسا ہونا ممکن ہے کہ زمینی انسانوں اور اجرام کی آبادیوں میں اتصال اور رابطہ پیدا ہو جائے۔ قرآن مجید کا یہ بیان قرآن مجید کی ایک عظیم الشان صداقت ہے اور اس کے عالمگیر کلام ہونے پر محکم دلیل ہے۔

آخر میں اس حوالہ سے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ایک ارشاد پیش خدمت ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ

’’بعض ایسی خبریں ہیں مستقبل کے متعلق اور حالات کے متعلق کہ صحابہ شاید اس وقت اس کا اندازہ بھی نہ کر سکتے ہوں۔ مثلاً جیسے فرمایا کہ وَإِذَا السَّمَاءُ کُشِطَتۡ (التکویر:12)اور جب آسمان کی کھال ادھیڑ دی جائے گی۔ اب آسمان کے رازوں کی جستجو کرنے والے گویا آسمان کی کھال ادھیڑنے کے برابر ہی کام ہے۔ زمانہ قدیم میں اجرام فلکی کو انسان ظاہری آنکھ سے ہی دیکھ سکتا تھا۔ ابھی تک دوربین وغیرہ کی ایجاد نہ ہوئی تھی۔ پھر 1906ء میں اٹلی کے سائنسدان گلیلیو(Galileo Galilei) نے دوربین ایجاد کی۔ اس کے ساتھ ہی اس نے اجرام فلکی کے بارہ میں کئی دریافتیں کرنی شروع کیں جس میں Sun Spots چاند پر پہاڑ اور مشتری (Jupiter) کے چار چاندوں کا انکشاف تھا۔ اسی طرح گلیلیو اور دوسرے ماہرین نے آسمان میں موجود اجرام کے بارہ میں بڑی تفاصیل بیان کیں(انسائیکلو پیڈیا بر ٹینیکا زیر لفظ Astronomy) ۔‘‘ (خطبات مسرور جلد اول صفحہ 29)

پس جیسا کہ مضمون کے آغاز میں بیان کیا گیا ہے کہ اس کے نشانات میں سے آسمانوں اور زمین کی پیدائش ہے اور جو اس نے ان دونوں میں چلنے پھرنے والے جاندار پھیلا دیئے اور وہ انہیں اکٹھا کرنے پر خوب قادر ہے جب وہ چاہے گا۔( الشوریٰ:30 ) ۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ارضی مخلوق کے علاوہ آسمانوں میں بھی جاندار مخلوق موجود ہے۔آسمانی مخلوق سے رابطہ ابھی تک محض ایک خواب ہے لیکن سائنس بڑی سرعت سے اس سمت بڑھ رہی ہے۔سائنسدان اس آسمانی مخلوق کی موجودگی کا پتہ لگانے کے لئے پوری طرح سرگرم عمل ہیں۔اگلا قدم ان کے ساتھ رابطہ کا ہے۔ یہ پیشگوئی اپنے وقت پرپوری ہو کر رہے گی۔یاد رہے کہ دورِ حاضر میں سائنس نے جتنی بھی ترقی کی ہےوہ محض الہام الٰہی کے نتیجہ میں ہے۔یہ خیال بھی دل میں لانا غلط ہے کہ انسانی عقل بغیرالہام کی روشنی کےیہ حیرت انگیزاختراعات وجود میں لا سکتی ہے۔قرآن کے علاوہ کسی مذہبی کتاب میں اس عظیم سائنسی حقیقت کا ذکر نہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں قرآ ن مجید کی ا ن صداقتوں اور شہادتوں کو سمجھنے کی بھرپور توفیق عطا فرمائے۔ اور جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے کہ یہ عظیم الشان پیشگوئی حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر پوری ہواور اللہ تعالیٰ کی توحید کائنات کے کونے کونے میں قائم ہو۔آمین

| 15 مئی 2020ء | | وقت سحر | وقت افطار |
|---|---|---|---|
| مکہ مکرمہ | | 04:21 | 18:52 |
| مدینہ منورہ | | 04:13 | 18:58 |
| قادیان | | 03:58 | 19:18 |
| ربوہ | | 03:38 | 19:00 |
| اسلام آباد ٹلفورڈ | | 02:22 | 20:44 |